بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجۃ

خلافت رسالت نبوت امامت

ترجمہ **اصول کافی** جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دو صد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲۔ کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مطبع ______ قریشی آرٹ پریس

کتابت ______ سید محمد رضا زیدی

ہدیہ ______ ۲۰۰ روپے

سال اشاعت ______ مارچ ۲۰۰۴ء

فرمایا۔ ظالم بادشاہ کے خوف قتل سے وہ منتظر ہوگا اور اس کی ولادت میں لوگوں کو شک ہوگا کوئی کہے گا حمل میں ہے کوئی کہے گا اس کا باپ لاولد مرا، کوئی کہے گا باپ کے مرنے سے دو سال پہلے پیدا ہوا۔ زرارہ نے کہا پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے فرمایا۔ اگر تم وہ زمانہ پالو تو خدا سے اس طرح دعا کرنا، خدا مجھے اپنی ذات کی معرفت دے اگر نہ دی تو مجھے تیری معرفت حاصل نہ ہوگی خدایا مجھے اپنے نبی کی معرفت دے اگر نہ دی تو میں ان کو کبھی نہ پہچانوں گا۔ خدایا مجھے حضرت حجت کی معرفت دے اگر نہ دی میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا احمد بن حلال کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو ۵۶ سال تک زرارہ سے سُنا۔

۳۰ـ أَبُوعَلِيٍّ الأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْقَاسِمِ؛ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ؛ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ» قَالَ: (مدثر ۷۴/۸)
إِنَّ مِنَّا إِمَاماً مُظَفَّراً مُسْتَتِراً؛ فَإِذَا أَرَادَ اللهُ عَزَّ ذِكْرُهُ إِظْهَارَ أَمْرِهِ نَكَتَ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةً فَظَهَرَ فَقَامَ بِأَمْرِ اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ.

۳۰۔ آیہ واذا نقر الناقور کے متعلق فرمایا بے شک ہم میں ایک امام غائب منظفر منصور ہوگا جب خدا کو اس کا ظاہر کرنا منظور ہوگا تو وہ اس کے دل میں ایک نکتہ پیدا کر دے گا اس کے بعد وہ ظاہر ہوگا اور امر خدا کو قائم کرے گا۔

۳۱ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ؛ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ؛ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ؛ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ؛ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَرَجِ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ أَبُوجَعْفَرٍ عليه السلام: إِذَا غَضِبَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ عَلَىٰ خَلْقِهِ نَحَّانَا عَنْ جِوَارِهِمْ.

۳۱۔ راوی کہتا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے لکھا۔ جب خدا اپنی مخلوق پر غضبناک ہوتا ہے تو ہم کو اس کے پڑوس سے ہٹا لیتا ہے۔

اُناسیواں باب

اس چیز کا بیان جو امر امامت میں محق و مبطل کے درمیان فیصلہ کرنیوالی ہے

(بَابٌ) ۷۹

مَا يُفْصَلُ بِهِ بَيْنَ دَعْوَى الْمُحِقِّ وَالْمُبْطِلِ فِي أَمْرِ الْإِمَامَةِ

۱ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ؛ عَنْ أَبِيهِ؛ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ؛ عَنْ سَلَّامِ بْنِ عَبْدِاللهِ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، وَأَبُوعَلِيٍّ الأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ حَسَّانٍ جَمِيعاً

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ ، عَنْ سَلَامِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْهَاشِمِيِّ ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ : وَ قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : بَعَثَ طَلْحَةُ وَ الزُّبَيْرُ رَجُلاً مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ يُقَالُ لَهُ : خِدَاشٌ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَ قَالَا لَهُ : إِنَّا نَبْعَثُكَ إِلَى رَجُلٍ طَالَ مَا كُنَّا نَعْرِفُهُ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ بِالسِّحْرِ وَ الْكِهَانَةِ وَأَنْتَ أَوْثَقُ مَنْ بِحَضْرَتِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا مِنْ أَنْ تَمْتَنِعَ مِنْ ذٰلِكَ مِنْهُ وَأَنْ تُحَاجَّهُ لَنَا حَتَّى تَقِفَهُ(١) عَلَى أَمْرٍ مَعْلُومٍ وَاعْلَمْ أَنَّهُ أَعْظَمُ النَّاسِ دَعْوَى فَلَا يَكْسِرَنَّكَ ذٰلِكَ عَنْهُ وَمِنَ الْأَبْوَابِ الَّتِي يَخْدَعُ النَّاسَ بِهَا الطَّعَامُ وَ الشَّرَابُ وَ الْعَسَلُ وَ الدُّهْنُ وَ أَنْ يُخَالِيَ الرَّجُلَ فَلَا تَأْكُلْ لَهُ طَعَاماً وَلَا تَشْرَبْ لَهُ شَرَاباً وَلَا تَمَسَّ لَهُ عَسَلاً وَلَا دُهْناً وَلَا تَخْلُ مَعَهُ وَ احْذَرْ هٰذَا كُلَّهُ مِنْهُ وَ انْطَلِقْ عَلَى بَرَكَةِ اللهِ فَإِذَا رَأَيْتَهُ فَاقْرَأْ آيَةَ السُّخْرَةِ وَ تَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ كَيْدِهِ وَ كَيْدِ الشَّيْطَانِ ، فَإِذَا جَلَسْتَ إِلَيْهِ فَلَا تُمَكِّنْهُ مِنْ بَصَرِكَ كُلِّهِ وَلَا تَسْتَأْنِسْ بِهِ ، ثُمَّ قُلْ لَهُ : إِنَّ أَخَوَيْكَ فِي الدِّينِ وَابْنَيْ عَمِّكَ فِي الْقَرَابَةِ يُنَاشِدَانِكَ الْقَطِيعَةَ وَ يَقُولَانِ لَكَ : أَمَا تَعْلَمُ أَنَّا تَرَكْنَا النَّاسَ لَكَ وَ خَالَفْنَا عَشَائِرَنَا فِيكَ مُنْذُ قَبَضَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله فَلَمَّا نِلْتَ أَدْنَى مَنَالٍ ، ضَيَّعْتَ حُرْمَتَنَا وَ قَطَعْتَ رَجَاءَنَا ، ثُمَّ قَدْ رَأَيْتَ أَفْعَالَنَا فِيكَ وَقُدْرَتَنَا عَلَى النَّأْيِ عَنْكَ وَسِعَةِ الْبِلَادِ دُونَكَ وَ أَنَّ مَنْ كَانَ يَصْرِفُكَ عَنَّا وَعَنْ صِلَتِنَا كَانَ أَقَلَّ لَكَ نَفْعاً وَأَضْعَفَ عَنْكَ دَفْعاً مِنَّا ، وَقَدْ وَضَحَ الصُّبْحُ لِذِي عَيْنَيْنِ وَقَدْ بَلَغَنَا عَنْكَ انْتِهَاكٌ لَنَا وَ دُعَاءٌ عَلَيْنَا ، فَمَا الَّذِي يَحْمِلُكَ عَلَى ذٰلِكَ ؟ ! فَقَدْ كُنَّا نَرَى أَنَّكَ أَشْجَعُ فُرْسَانِ الْعَرَبِ ، أَتَتَّخِذُ اللَّعْنَ لَنَا دِيناً وَ تَرَى أَنَّ ذٰلِكَ يَكْسِرُنَا عَنْكَ ، فَلَمَّا أَتَى خِدَاشٌ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام صَنَعَ مَا أَمَرَاهُ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ عَلِيٌّ عليه السلام وَ هُوَ يُنَاجِي نَفْسَهُ ـ ضَحِكَ وَ قَالَ : هٰهُنَا يَا أَخَا عَبْدِ قَيْسٍ ـ وَ أَشَارَ لَهُ إِلَى مَجْلِسٍ قَرِيبٍ مِنْهُ ـ فَقَالَ : مَا أَوْسَعَ الْمَكَانَ ، أُرِيدُ أَنْ أُؤَدِّيَ إِلَيْكَ رِسَالَةً ، قَالَ : بَلْ تَطْعَمُ وَ تَشْرَبُ وَ تَحُلُّ ثِيَابَكَ وَ تَدَّهِنُ ثُمَّ تُؤَدِّي رِسَالَتَكَ قُمْ يَا قَنْبَرُ ! فَأَنْزِلْهُ ، قَالَ : مَا بِي إِلَى شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْتَ حَاجَةٌ ، قَالَ : فَأَخْلُو بِكَ ؟ قَالَ : كُلُّ سِرٍّ لِي عَلَانِيَةٌ ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ الَّذِي هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ ، الْحَائِلُ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ قَلْبِكَ الَّذِي يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ، أَتَقَدَّمَ إِلَيْكَ الزُّبَيْرُ بِمَا عَرَضْتُ عَلَيْكَ ؟ قَالَ : اللّٰهُمَّ نَعَمْ ، قَالَ : لَوْ كَتَمْتَ بَعْدَ مَا سَأَلْتُكَ مَا ارْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ، فَأَنْشُدُكَ اللهَ هَلْ عَلَّمَكَ كَلَاماً تَقُولُهُ إِذَا أَتَيْتَنِي ؟ قَالَ : اللّٰهُمَّ نَعَمْ ، قَالَ عَلِيٌّ عليه السلام : آيَةَ السُّخْرَةِ ؟ قَالَ : نَعَمْ قَالَ : فَاقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا وَ جَعَلَ عَلِيٌّ عليه السلام يُكَرِّرُهَا وَ يُرَدِّدُهَا وَ يَفْتَحُ عَلَيْهِ إِذَا أَخْطَأَ حَتَّى إِذَا قَرَأَهَا سَبْعِينَ مَرَّةً قَالَ

الرَّجُلُ: مَا يَرَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام أَمْرَهُ بِتَرَدُّدِهَا سَبْعِينَ مَرَّةً، ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَتَجِدُ قَلْبَكَ اطْمَأَنَّ؟ قَالَ: إِي ـ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ـ قَالَ: فَمَا قَالَا لَكَ؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: قُلْ لَهُمَا: كَفَى بِمَنْطِقِكُمَا حُجَّةً عَلَيْكُمَا وَ لٰكِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ، زَعَمْتُمَا أَنَّكُمَا أَخَوَايَ فِي الدِّينِ وَابْنَا عَمِّي فِي النَّسَبِ، فَأَمَّا النَّسَبُ فَلَا أُنْكِرُهُ ـ وَ إِنْ كَانَ النَّسَبُ مَقْطُوعاً إِلَّا مَا وَصَلَهُ اللهُ بِالْإِسْلَامِ ـ وَأَمَّا قَوْلُكُمَا: إِنَّكُمَا أَخَوَايَ فِي الدِّينِ، فَإِنْ كُنْتُمَا صَادِقَيْنِ فَقَدْ فَارَقْتُمَا كِتَابَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَصَيْتُمَا أَمْرَهُ بِأَفْعَالِكُمَا فِي أَخِيكُمَا فِي الدِّينِ وَ إِلَّا فَقَدْ كَذَبْتُمَا وَ افْتَرَيْتُمَا بِادِّعَائِكُمَا أَنَّكُمَا أَخَوَايَ فِي الدِّينِ وَ أَمَّا مُفَارَقَتُكُمَا النَّاسَ مُنْذُ قَبَضَ اللهُ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَإِنْ كُنْتُمَا فَارَقْتُمَاهُمْ بِحَقٍّ فَقَدْ نَقَضْتُمَا ذٰلِكَ الْحَقَّ بِفِرَاقِكُمَا إِيَّايَ أَخِيراً وَ إِنْ فَارَقْتُمَاهُمْ بِبَاطِلٍ فَقَدْ وَقَعَ إِثْمُ ذٰلِكَ الْبَاطِلِ عَلَيْكُمَا مَعَ الْحَدَثِ الَّذِي أَحْدَثْتُمَا، مَعَ أَنَّ صَفْقَتَكُمَا بِمُفَارَقَتِكُمَا النَّاسَ لَمْ تَكُنْ إِلَّا لِطَمَعِ الدُّنْيَا زَعَمْتُمَا وَ ذٰلِكَ قَوْلُكُمَا: فَقَطَعْتَ رَجَاءَنَا، لَا تَعِيبَانِ بِحَمْدِ اللهِ مِنْ دِينِي شَيْئاً وَ أَمَّا الَّذِي صَرَفَنِي عَنْ صِلَتِكُمَا، فَالَّذِي صَرَفَكُمَا عَنِ الْحَقِّ وَ حَمَلَكُمَا عَلَى خَلْعِهِ مِنْ رِقَابِكُمَا كَمَا يَخْلَعُ الْحَرُونُ لِجَامَهُ وَ هُوَ اللهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً فَلَا تَقُولَا: أَقَلَّ نَفْعاً وَأَضْعَفَ دَفْعاً فَتَسْتَحِقَّا اسْمَ الشِّرْكِ مَعَ النِّفَاقِ وَأَمَّا قَوْلُكُمَا: إِنِّي أَشْجَعُ فُرْسَانِ الْعَرَبِ وَ هَرَبُكُمَا مِنْ لَعْنِي وَ دُعَائِي، فَإِنَّ لِكُلِّ مَوْقِفٍ عَمَلاً إِذَا اخْتَلَفَتِ الْأَسِنَّةُ وَمَاجَتْ لُبُودُ الْخَيْلِ وَ مَلَأَ سَحَرَاكُمَا أَجْوَافَكُمَا، فَثَمَّ يَكْفِينِيَ اللهُ بِكَمَالِ الْقَلْبِ؛ وَأَمَّا إِذَا أَبَيْتُمَا بِأَنِّي أَدْعُو اللهَ فَلَا تَجْزَعَا مِنْ أَنْ يَدْعُوَ عَلَيْكُمَا رَجُلٌ سَاحِرٌ مِنْ قَوْمٍ سَحَرَةٍ زَعَمْتُمَا: اَللّٰهُمَّ أَقْعِصِ الزُّبَيْرَ بِشَرِّ قِتْلَةٍ وَ اسْفِكْ دَمَهُ عَلَى ضَلَالَةٍ وَ عَرِّفْ طَلْحَةَ الْمَذَلَّةَ وَ ادَّخِرْ لَهُمَا فِي الْآخِرَةِ شَرّاً مِنْ ذٰلِكَ، إِنْ كَانَا ظَلَمَانِي وَ افْتَرَيَا عَلَيَّ وَ كَتَمَا شَهَادَتَهُمَا وَ عَصَيَاكَ وَعَصَيَا رَسُولَكَ فِيَّ، قُلْ: آمِينَ، قَالَ خِدَاشٌ: آمِينَ، ثُمَّ قَالَ خِدَاشٌ لِنَفْسِهِ: وَاللهِ مَا رَأَيْتُ لِحْيَةً قَطُّ أَبْيَنَ خَطَأً مِنْكَ، حَامِلَ حُجَّةٍ يَنْقُضُ بَعْضُهَا بَعْضاً، لَمْ يَجْعَلِ اللهُ لَهَا مِسَاكاً أَنَا أَبْرَأُ إِلَى اللهِ مِنْهُمَا، قَالَ عَلِيٌّ عليه السلام: اِرْجِعْ إِلَيْهِمَا وَ أَعْلِمْهُمَا مَا قُلْتُ، قَالَ: لَا وَاللهِ حَتَّى تَسْأَلَ اللهَ أَنْ يَرُدَّنِي إِلَيْكَ عَاجِلاً وَأَنْ يُوَفِّقَنِي لِرِضَاهُ فِيكَ، فَفَعَلَ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنِ انْصَرَفَ وَ قُتِلَ مَعَهُ يَوْمَ الْجَمَلِ رَحِمَهُ اللهُ.

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خداش نامے ایک شخص کو طلحہ و زبیر نے امیر المومنین علیہ السلام کے پاس

بھیجا اور اس سے کہا کہ ہم تجھے ایک ایسے شخص کے پاس بھیج رہے ہیں جس کو اور جس کے خاندان کو ہم برسوں سے جانتے ہیں کہ وہ سحر و کہانت والے ہیں یعنی معاذ اللہ بڑے فریب دینے والے ہیں اور تو ہمارے لئے ہمارے نفسوں سے زیادہ معتمد ہے اظہار پیغام سے رکنا نہیں اور امر معلوم میں ہمارے دعویٰ کو قوی دلائل سے ثابت کر دینا اور آگاہ ہو کہ یہ شخص اثبات دعویٰ میں بہت بڑا آدمی ہے اس کی دلیلیں تجھے لاجواب نہ کر دیں اور جن چیزوں سے وہ لوگوں کا دل موہ لیتے ہیں اور دام فریب میں پھانستے ہیں وہ کھانا پلانا شہد چٹانا اور بدن و سر پر تیل ملوانا ہے اور خلوت میں میٹھی میٹھی باتیں کرنا ہے پس ان کے یہاں کوئی کھانا نہ کھانا، ان کے یہاں کا پانی نہ پینا، ان کے شہد و تیل کو ہاتھ نہ لگانا، ان سے خلوت نہ کرنا اور پوری پوری طرح ان سے بچے رہنا۔ اللہ کی برکت کے ساتھ جا جب ان کو دیکھنا تو یہ آیۂ سخرہ (سورہ اعراف) والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ (٥) پڑھنا۔ اور اللہ سے پناہ مانگنا ان کے اور شیطان کے مکر سے۔

جب تو ان کے پاس بیٹھے تو اپنی آنکھ سے اس کی عزت نہ کرنا اور اس سے مانوس نہ ہو جانا ان سے یوں کہنا کہ تمہارے اور دو چچا کے بیٹے ہیں از روئے قرابت اور قسم دیتے ہیں وہ تم کو اس بارے میں کہ تم ان سے قطع تعلق کرنے والے ہو اور وہ تم سے کہتے ہیں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے تمہاری خاطر ان لوگوں سے ترک تعلق کیا اور اپنے قبیلہ والوں سے مخالفت مول لی حضرت رسولؐ خدا کے انتقال کے بعد، لیکن تمہارا یہ حال ہے کہ جب تمہیں تھوڑی سی دولت مل گئی تو تم نے ہماری عزت و حرمت کو ضائع کر دیا اور ہماری امیدوں پر پانی پھیر دیا اور صورت یہ ہے کہ ہمارے افعال کو اپنے معاملہ میں دیکھ چکے ہیں کہ لوگوں سے ساز باز کر کے تم کو کتنا نقصان پہنچا ہے) اور ہم سے علیحدگی کی صورت میں تم نے ہماری قوت و طاقت کا اندازہ کر ہی لیا ہے۔

اور ہمارے شہروں کی وسعت تم سے زیادہ ہم تمہارے محکم نہیں، جس شخص نے تمہاری توجہ ہماری طرف سے ہٹائی ہے ہم نے دیکھ لیا کہ وہ تمہیں کس قدر کم نقصان پہنچانے والا ہے اور ہمارا مقابلہ کرنے میں اس کی قوت کس قدر کم ہے۔

اور ہر آنکھ والے پر ہماری شوکت و قوت ظاہر ہو چکی ہے اور ہمیں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ آپ ہماری ہتک و حرمت کرتے ہیں اور ہمارے لئے بد دعا کرتے ہیں پس کس چیز نے آپ کو اس بات پر ابھارا ہے حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ عرب کے شہسواروں میں سب سے زیادہ بہادر ہیں کیا ہم پر لعن کرنا آپ دینداری جانتے ہیں اور کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ لعن کرنا ہماری قوت کو توڑ دے گا۔

جب خداش امیرالمومنین کے پاس آیا تو وہی کہا جو ان کے دونوں نے حکم دیا تھا جب امیرالمومنین نے اس کی طرف دیکھا تو وہ اپنے ہونٹوں میں آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا تھا (آیۂ سخرہ) حضرت ہنسے اور فرمایا۔ اے بھائی عبد قیس

یہاں آ، اور اپنے قریب کی جگہ کا اشارہ کیا۔ اس نے کہا موجودہ جگہ خاصی گنجائش کی ہے میں توآپ کے پاس ایک پیغام پہنچانے آیا ہوں، فرمایا۔ ٹھیک لیکن کچھ کھا پیو، کپڑے اتار دو تیل کی مالش کرو، پھر پیغام بھی پہنچا دینا۔ اے قنبر اُٹھ اور اسے مقام ضیافت میں لے چل، اس نے کہا اس کی مجھے ضرورت نہیں، فرمایا۔ خلوت میں چل کر بات کر، اس نے کہا کوئی پوشیدہ راز نہیں، کھلم کھلا بات ہے۔ فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں اس ذات کی جو تیرے نفس سے زیادہ قریب ہے اور تیرے اور تیرے دل کے درمیان حائل ہے اور جو آنکھوں کی چوری اور دل کی چھپی ہوئی بات کو جانتا ہے بتا کیا زبیر تیرے پاس نہیں آئے تھے اور جو باتیں میں نے تجھ پر پیش کیں کیا وہ انھوں نے تجھ سے بیان نہیں کی تھیں اس نے کہا ضرور کی تھیں۔

فرمایا اگر میرے سوال کے بعد تو چھپاتا تو چشم زدن میں مر کے رہ جاتا اب میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا جب تو میرے پاس آنے والا تھا تجھے زبیر نے وہ باتیں نہیں سکھائی تھیں جو تو نے بیان کیں اس نے کہا بے شک ایسا ہی ہے

فرمایا۔ کیا آیت سخرہ بھی تعلیم دی تھی اس نے کہا اسے بار بار پڑھو، اور اس کی غلطی درست کی، یہاں تک کہ اس نے ستر بار پڑھا اس نے کہا کیا وجہ ہے کہ امیرالمومنین نے ستر بار پڑھوایا، حضرت نے فرمایا کیا تو اپنے قلب کو مطمئن پاتا ہے اس نے کہا ضرور قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔

فرمایا۔ اب بیان کر جو انھوں نے کہا۔ سن ان دونوں سے کہہ دینا کہ تمہاری گفتگو تمہارے اوپر حجت ہونے کو کافی ہے خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ تمہارا گمان ہے کہ تم دونوں میرے دینی بھائی ہو اور از روئے نسب میرے چچازاد بھائی ہو۔

رہا نسب کا معاملہ تو میں اس سے انکار نہیں کرتا۔ اگرچہ نسب کا سلسلہ قطع ہو جاتا ہے سوائے اس کے کہ اللہ اس کو بصورت اسلام باقی رکھے اور تم نے یہ جو کہا کہ تم دونوں دین میں میرے بھائی ہو تو اگر تم سچے ہو تو تم نے کتاب اللہ کو کیوں چھوڑا اور اس کے حکم کی نافرمانی کیوں کی اپنے افعال سے اپنے دینی بھائی کے متعلق، مگر یہ کہ تم دونوں جھوٹے ہو، اور تم نے افترا پردازی کی یہ کہہ کر کہ تم دونوں میرے دینی بھائی ہو اور آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد جو تم نے لوگوں کو چھوڑا اور اگر یہ چھوڑنا حق پر تھا تو تم نے اپنے اس حق پر رہنے کو مجھ سے علیحدہ ہو کر توڑ دیا کیا یہ امر خیر تھا اور اگر تم کو چھوڑنا باطل پر تھا تو اس باطل کا گناہ تمہارے اوپر ہوا اور اس کے ساتھ یہ گناہ اور کیا کہ تم نے احداث فی الدین کیا پھر یہ کہ تم نے جو لوگوں کو چھوڑا اور میری طرف آئے تو محض طمع دنیا کے لئے تھا اور یہ تمہارے اس قول سے ظاہر ہے کہ آپ نے ہماری امیدوں کو منقطع کر دیا۔ یعنی جو حکومت کی امید تم نے مجھ سے ملنے میں رکھی تھی وہ پوری نہ ہوئی کیونکہ میں تمہاری حالت کو جانتا تھا۔

اور امر دین میں بحمد اللہ تم مجھ پر کوئی الزام عائد نہ کر سکے اب رہا یہ امر کہ میں نے تم سے قطع رحم کیوں کیا تو

اس کی وجہ یہ ہے کہ تم امرِ حق سے ہٹ گئے اور اس روگردانی کی بنا پر تم نے میری بیعت کو اپنی گردن سے اس طرح نکال پھینکا جیسے ایک سرکش گھوڑا اپنی لجام کو منہ سے نکال دے۔
میرا رب اللہ ہے میں نے کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک قرار نہیں دیا، پس تم مت کہو یہ بات کہ مجھے کم نفع پہنچا اور دفاعی قوت کمزور رہی تم دونوں نفاق کے ساتھ مستحق شریک ہوئے۔
(یعنی تقسیم بیت المال میں میں نے حکم خدا کی خلاف ورزی نہیں کی اور کسی دوسرے کو اس کے حکم میں شریک نہیں بنایا بخلاف تمہارے کہ تم دوسرے کے حکم پر عمل کر کے مرتکب شرک و نفاق ہوتے ہو)
اور تمہارا یہ کہنا کہ میں اشجع العرب ہوں اور تم میری لعن اور بد دعا سے بچنا چاہتے ہو تو جان لو کہ ہر مقام کے لئے ایک جداگانہ عمل ہوتا ہے جس وقت میدان جنگ میں سنانیں ٹکرا رہی ہوں اور گھوڑوں کی گردنوں کے بال کھڑے ہوں اور تمہارے پھیپھڑے پھولے ہوئے ہوں تو اس وقت خدا میرے قلب میں قوت دیتا ہے اور میں ڈٹ کر جنگ کرتا ہوں۔
لیکن جب تم نے امرِ حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو پھر میں نے خدا سے دعا کی۔ پس اب اس شخص کی بد دعا سے گھبراتے کیوں ہو جو تمہارے گمان میں ایک مرد ساحر ہے اور جادوگروں کی قوم سے ہے۔
خدایا جلد ہلاک کر زبیر کو بدترین ہلاکت کے ساتھ اور گمراہی کی حالت میں اس کا خون بہا اور طلحہ کو ذلت کے ساتھ مار اور آخرت میں ان دونوں کو بدترین عذاب میں مبتلا کر، اگر ان دونوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور مجھ پر افترا پردازی کی ہے اور میرے بارے میں ان دونوں نے اپنی گواہیوں کو چھپایا ہے اور تیری اور تیرے رسولؐ کی نافرمانی کی ہے میرے بارے خداش سے کہا۔ کہو آمین، اس نے آمین کہی اور اپنے دل میں کہنے لگا واللہ میں نے آپؐ سے زیادہ الزام ہٹانے والا نہیں دیکھا، آپؐ نے ان کی ایک ایک دلیل توڑ کر رکھ دی۔ میں ان دونوں سے برأت چاہتا ہوں حضرتؑ نے فرمایا۔ واپس جا اور جو میں نے کہا ہے وہ انھیں سنا دے۔ اس نے کہا۔ جب جاؤں گا جب آپ خدا سے یہ دعا کریں کہ وہ مجھے آپ کے پاس واپس لائے جلد اور مجھے توفیق دے کہ میں آپ کے بارے میں اس کی مرضی حاصل کروں۔ پس حضرت نے دعا کی وہ گیا اور واپس آگیا اور جنگِ جمل میں شہید ہوا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔

٢ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ؛ وَأَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَّانٍ جَمِيعاً ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ نَصْرِ بْنِ مُزَاحِمٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ جَرَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ، عَنْ رَافِعِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ : كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ يَوْمَ النَّهْرَوَانِ ، فَبَيْنَا عَلِيٌّ عليه السلام جَالِسٌ إِذْ جَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلِيُّ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عليه السلام : وَعَلَيْكَ السَّلَامُ مَا لَكَ ـ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ ـ لَمْ تُسَلِّمْ عَلَيَّ بِإِمْرَةِ الْمُؤْمِنِينَ ؟ قَالَ : بَلَى سَأُخْبِرُكَ عَنْ ذَلِكَ كُنْتُ إِذْ كُنْتَ

عَلَى الْحَقِّ بِصِفِّينَ فَلَمَّا حَكَّمْتَ الْحَكَمَيْنِ بَرِئْتُ مِنْكَ وَسَمَّيْتُكَ مُشْرِكاً فَأَصْبَحْتُ لاَ أَدْرِي إِلَى أَيْنَ أَصْرِفُ وِلاَيَتِي وَاللّٰهِ لَأَنْ أَعْرِفَ هُدَاكَ مِنْ ضَلاَلَتِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عليه السلام: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ قِفْ مِنِّي قَرِيباً أُرِيكَ عَلاَمَاتِ الْهُدَى مِنْ عَلاَمَاتِ الضَّلاَلَةِ، فَوَقَفَ الرَّجُلُ قَرِيباً مِنْهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَقْبَلَ فَارِسٌ يَرْكُضُ حَتَّى أَتَى عَلِيّاً عليه السلام فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَبْشِرْ بِالْفَتْحِ أَقَرَّ اللّٰهُ عَيْنَكَ، قَدْ وَاللّٰهِ قُتِلَ الْقَوْمُ أَجْمَعُونَ. فَقَالَ لَهُ: مِنْ دُونِ النَّهْرِ أَوْ مِنْ خَلْفِهِ؟ قَالَ: بَلْ مِنْ دُونِهِ. فَقَالَ: كَذَبْتَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لاَ يَعْبُرُونَ أَبَداً حَتَّى يُقْتَلُوا. فَقَالَ الرَّجُلُ: فَازْدَدْتُ فِيهِ بَصِيرَةً. فَجَاءَ آخَرُ يَرْكُضُ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام مِثْلَ الَّذِي رَدَّ عَلَى صَاحِبِهِ. قَالَ الرَّجُلُ الشَّاكُّ: وَهَمَمْتُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَى عَلِيٍّ عليه السلام فَأَفْلِقَ هَامَتَهُ بِالسَّيْفِ ثُمَّ جَاءَ فَارِسَانِ يَرْكُضَانِ قَدْ أَعْرَقَا فَرَسَيْهِمَا فَقَالاَ: أَقَرَّ اللّٰهُ عَيْنَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَبْشِرْ بِالْفَتْحِ قَدْ وَاللّٰهِ قُتِلَ الْقَوْمُ أَجْمَعُونَ. فَقَالَ عَلِيٌّ عليه السلام: أَمِنْ خَلْفِ النَّهْرِ أَوْ مِنْ دُونِهِ؟ قَالاَ: لاَ بَلْ مِنْ خَلْفِهِ، إِنَّهُمْ لَمَّا اقْتَحَمُوا خَيْلَهُمُ النَّهْرَوَانَ وَضَرَبَ الْمَاءُ لَبَّاتِ خُيُولِهِمْ رَجَعُوا فَأُصِيبُوا. فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: صَدَقْتُمَا، فَنَزَلَ الرَّجُلُ عَنْ فَرَسِهِ فَأَخَذَ بِيَدِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَبِرِجْلِهِ فَقَبَّلَهُمَا، فَقَالَ عَلِيٌّ عليه السلام: هَذِهِ لَكَ آيَةٌ.

۲۔ رافع بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں علیؑ ابن ابی طالب کی خدمت میں یوم نہروان حاضر تھا پس جبکہ حضرت علیؑ بیٹھے ہوئے تھے ایک گھڑسوار آیا اور کہنے لگا السلام علیک یا علیؑ حضرت نے فرمایا۔ تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے تو نے امیر المومنین کہہ کر سلام کیوں نہ کیا۔ اس نے کہا میں اس کی وجہ بتاتا ہوں آپ امیر المومنین اس وقت تھے جب تک آپ صفین میں حق پر لڑتے رہے مگر جب آپ حکمین (ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص) کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو میں آپ سے الگ ہو گیا اور آپ کا نام میں نے مشرک رکھا پس اس وقت سے میں نہیں جانتا کہ کس کی محبت کی طرف لوٹوں میرے نزدیک دنیا وما فیہا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب بہ نسبت آپ کی ضلالت کے، آپ کی ہدایت ہے حضرت نے فرمایا۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے میرے قریب آ تاکہ میں تجھے علامات ہدایات کو دکھلاؤں وہ شخص حضرت کے قریب آ گیا۔ ناگاہ ایک شخص گھوڑے کو مہمیز کرتا آیا اور کہنے لگا یا امیر المومنین فتح کی بشارت ہو اور خدا آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے واللہ تمام قوم قتل ہو گئی فرمایا۔ نہر کے اس پار یا اس پار، اس نے کہا اس پار، فرمایا تو جھوٹا ہے قسم خدا کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ہواؤں کو چلایا، وہ ہرگز نہر کو عبور نہ کریں گے کہ وہ قتل ہو جائیں اس پہلے شخص نے کہا چلو یہ اچھا موقع حضرت کی صداقت جاننے کا ملا، کچھ دیر بعد ایک شخص اور گھوڑا کداتا آیا اور اس نے بھی ایسا بیان کیا۔ حضرت نے اس کے متعلق

کبھی وہی فرمایا اس تنگ کرنے والے آدمی نے کہا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں علیؑ پر حملہ کرکے ان کا سر تلوار سے جدا کر دوں۔

پھر دو سوار گھوڑے کداتے آئے ان کے دونوں گھوڑے پسینے پسینے ہو رہے تھے انھوں نے کہا اے امیرالمومنین اللہ آپؑ کی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے واللہ تمام قوم قتل ہوگئی حضرت نے فرمایا نہر کے اس پار یا اس پار، انھوں نے جواب میں کہا اس پار، جب انھوں نے نہر میں اپنے گھوڑے ڈالے اور پانی ان کے گھوڑوں کے سینوں تک آگیا تو پلٹ پڑے اور مصیبت میں مبتلا ہوئے امیرالمومنین نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پس وہ شخص گھوڑے سے اترا اور حضرت کے ہاتھ اور پیر کو بوسہ دیا حضرت نے فرمایا تیرے لئے ہماری صداقت کا یہی نشان ہے۔

٣ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ مُحَمَّدِبْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ الْقَاسِمِ الْعِجْلِيِّ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ يَحْيَى الْمَعْرُوفِ بِكُرْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ خُدَاهِي، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ عَبْدِالْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ حَبَابَةَ الْوَالِبِيَّةِ قَالَتْ: رَأَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فِي شُرْطَةِ الْخَمِيسِ وَ مَعَهُ دِرَّةٌ لَهَا سَبَابَتَانِ يَضْرِبُ بِهَا بَيَّاعِي الْجِرِّيِّ وَالْمَارْمَاهِي وَالزِّمَّارِ وَ يَقُولُ لَهُمْ: يَا بَيَّاعِي مُسُوخِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ جُنْدِ بَنِي مَرْوَانَ، فَقَامَ إِلَيْهِ فُرَاتُ بْنُ أَحْنَفَ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ مَا جُنْدُ بَنِي مَرْوَانَ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهُ: أَقْوَامٌ حَلَقُوا اللِّحَى وَ فَتَلُوا الشَّوَارِبَ فَمُسِخُوا فَلَمْ أَرَ نَاطِقاً أَحْسَنَ نُطْقاً مِنْهُ، ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَقْفُو أَثَرَهُ حَتَّى قَعَدَ فِي رَحَبَةِ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَلَالَةُ الْإِمَامَةِ يَرْحَمُكَ اللهُ؟ قَالَتْ: فَقَالَ ائْتِينِي بِتِلْكَ الْحَصَاةِ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى حَصَاةٍ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَطَبَعَ لِي فِيهَا بِخَاتَمِهِ، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا حَبَابَةُ، إِذَا ادَّعَى مُدَّعٍ الْإِمَامَةَ، فَقَدَرَ أَنْ يَطْبَعَ كَمَا رَأَيْتِ، فَاعْلَمِي أَنَّهُ إِمَامٌ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ وَالْإِمَامُ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ شَيْءٌ يُرِيدُهُ، قَالَتْ: ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتَّى قُبِضَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَجِئْتُ إِلَى الْحَسَنِ عليه السلام وَ هُوَ فِي مَجْلِسِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَالنَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ: يَا حَبَابَةُ الْوَالِبِيَّةُ؛ فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا مَوْلَايَ؛ فَقَالَ: هَاتِي مَا مَعَكِ قَالَتْ: فَأَعْطَيْتُهُ فَطَبَعَ فِيهَا كَمَا طَبَعَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام، قَالَتْ: ثُمَّ أَتَيْتُ الْحُسَيْنَ عليه السلام وَ هُوَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَقَرَّبَ وَ رَحَّبَ، ثُمَّ قَالَ لِي: إِنَّ فِي الدَّلَالَةِ دَلِيلاً عَلَى مَا تُرِيدِينَ أَفَتُرِيدِينَ دَلَالَةَ الْإِمَامَةِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا سَيِّدِي؛ فَقَالَ: هَاتِي مَا مَعَكِ، فَنَاوَلْتُهُ الْحَصَاةَ فَطَبَعَ لِي فِيهَا، قَالَتْ: ثُمَّ أَتَيْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عليه السلام وَ قَدْ بَلَغَ بِيَ الْكِبَرُ إِلَى أَنْ أُرْعِشْتُ وَ أَنَا أَعُدُّ يَوْمَئِذٍ مِائَةً وَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَأَيْتُهُ رَاكِعاً وَ سَاجِداً وَ

مَشْغُولاً بِالْعِبَادَةِ فَيَئِسْتُ مِنَ الدَّلالَةِ، فَأَوْمَأَ إِلَيَّ بِالسَّبَّابَةِ فَعَادَ إِلَيَّ شَبَابِي، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! كَمْ مَضَى مِنَ الدُّنْيَا وَكَمْ بَقِيَ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا مَضَى فَنَعَمْ وَأَمَّا مَا بَقِيَ فَلا، قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ لِي: هَاتِي مَا مَعَكِ فَأَعْطَيْتُهُ الْحَصَاةَ فَطَبَعَ لِي فِيهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام فَطَبَعَ لِي فِيهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَطَبَعَ لِي فِيهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام فَطَبَعَ لِي فِيهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ الرِّضَا عليه السلام فَطَبَعَ لِي فِيهَا.

وَعَاشَتْ حَبَابَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ عَلَى مَا ذَكَرَهُ مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ.

۳۔ حبابہ سے مروی ہے کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو دیکھا کہ لشکر کے سپاہیوں کے ساتھ ہیں اور آپ کے ہاتھ میں دو سرا لا کوڑا ہے اور آپ جری مارماہی اور زمار (بے سین والی مچھلیاں)۔ فروخت کرنے والوں سے فرما رہے ہیں (اے بنی اسرائیل کے مسوخات بیچنے والو) اے بنی مروان کے لشکر یو! فرات بن احنف نے پوچھا اے امیر المومنین بنی مروان کا لشکر کیا؟ فرمایا۔ مراد وہ لوگ ہیں جو ڈاڑھی منڈاتے ہیں اور مونچھوں پر بل دیتے ہیں پس وہ لوگ صورت کے لحاظ سے مسخ ہو گئے (مروان کے لشکر میں ایسے ہی لوگ تھے) میں نے دیکھا کہ حضرت علی سے بہتر از روئے نطق کوئی نہیں، پھر میں حضرت کے پیچھے لگی رہی، جب حضرت مسجد کے چبوترے پر بیٹھے تو میں نے کہا اے امیر المومنین دلالت امامت کیا ہے؟ فرمایا یہ کنکری اٹھا لا اور اپنے ہاتھ سے ایک کنکری کی طرف اشارہ کیا حضرت نے اس پر مہر لگائی وہ پتھروں میں بیٹھ گئی۔ پھر فرمایا۔ اے حبابہ کوئی مدعیٔ امامت ہو تو اس سے کہو کہ اس پتھر پر مہر لگا دے جیسے میں نے مہر لگا دی ہے اگر لگا دے تو سمجھنا کہ وہ امام ہے۔

اور مفترض الطاعت ہے اور امام جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہ شے اس سے پوشیدہ نہیں رہتی، حبابہ کہتی ہے میں حضرت کے انتقال کے بعد امام حسنؑ کے پاس آئی آپ امیر المومنین کی جگہ بیٹھے تھے اور لوگ۔ آپ سے سوال کر رہے تھے مجھ سے فرمایا۔ اے حبابہ لا جو تیرے پاس ہے میں نے وہ پتھر کا ٹکڑا دے دیا۔ حضرت نے اس پر اسی طرح مہر لگا دی جس امیر المومنین نے لگائی تھی پھر میں امام حسن کے بعد امام حسینؑ کی خدمت میں آئی کہ آپ اس وقت مسجد نبویؐ میں تھے پس حضرت نے مجھے اپنے پاس بلایا اور مرحبا کہا۔ پھر فرمایا جو میں نے ارادہ کیا ہے اس کی دلالت میں ایک دلیل ہے کیا تیرا ارادہ دلیل امامت معلوم کرنے کا نہیں؟ میں نے کہا ضرور میرے سید و مولا! فرمایا جو تیرے پاس ہے میں نے وہی پتھری نکال کر دی۔ آپ نے اس پر مہر لگا دی پھر میں علی بن الحسین کے پاس آئی اور اب بڑھاپے کی وجہ سے رعشہ تھا اور میری عمر ایک سو تیرہ برس کی ہو گئی تھی میں نے امام علیہ السلام کو رکوع اور سجود اور عبادت میں مشغول پایا پس میں دلالت سے مایوس ہوئی حضرت نے انگشتِ شہادت سے اشارہ کیا پس میرا شباب لوٹ آیا۔ میں نے کہا میرے آقا میری عمر کتنی گذر گئی اور کتنی باقی ہے فرمایا۔ گذری کو بتا دوں گا باقی کو نہیں بتاؤں گا۔

پھر فرمایا۔ جو تیرے پاس ہے وہ لا میں نے وہ پتھر دیا آپ نے اس پر مہر لگادی، پھر میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آئی۔ آپؑ نے بھی مہر لگادی، پھر میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئی انھوں نے بھی مہر لگادی پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس آئی انھوں نے بھی مہر لگادی، پھر امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں آئی انھوں نے بھی مہر لگادی اس کے بعد جیسا کہ محمد بن ہاشم نے ذکر کیا ہے حبابہ نو ماہ تک اور زندہ رہی۔

٤ـ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ دَاوُدَ ابْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام فَاسْتُؤْذِنَ لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ عَلَيْهِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَبْلٌ، طَوِيلٌ، جَسِيمٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْوِلَايَةِ فَرَدَّ عَلَيْهِ بِالْقَبُولِ وَ أَمَرَهُ بِالْجُلُوسِ، فَجَلَسَ مُلَاصِقاً لِي، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَيْتَ شِعْرِي مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام هٰذَا مِنْ وُلْدِ الْأَعْرَابِيَّةِ صَاحِبَةِ الْحَصَاةِ الَّتِي طَبَعَ آبَائِي عليهم السلام فِيهَا بِخَوَاتِيمِهِمْ فَانْطَبَعَتْ وَقَدْ جَاءَ بِهَا مَعَهُ يُرِيدُ أَنْ أَطْبَعَ فِيهَا، ثُمَّ قَالَ: هَاتِهَا فَأَخْرَجَ حَصَاةً وَ فِي جَانِبٍ مِنْهَا مَوْضِعٌ أَمْلَسُ، فَأَخَذَهَا أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام ثُمَّ أَخْرَجَ خَاتَمَهُ فَطَبَعَ فِيهَا فَانْطَبَعَ فَكَأَنِّي أَرَى نَقْشَ خَاتَمِهِ السَّاعَةَ «الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ» فَقُلْتُ لِلْيَمَانِيِّ: رَأَيْتَهُ قَبْلَ هٰذَا قَطُّ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ وَإِنِّي لَمُنْذُ دَهْرٍ حَرِيصٌ عَلَى رُؤْيَتِهِ حَتَّى كَأَنَّ السَّاعَةَ أَتَانِي شَابٌّ لَسْتُ أَرَاهُ فَقَالَ لِي: قُمْ فَادْخُلْ، فَدَخَلْتُ ثُمَّ نَهَضَ الْيَمَانِيُّ وَ هُوَ يَقُولُ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ أَشْهَدُ بِاللهِ أَنَّ حَقَّكَ لَوَاجِبٌ كَوُجُوبِ حَقِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَالْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ثُمَّ مَضَى فَلَمْ أَرَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَ إِسْحَاقُ: قَالَ أَبُو هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيُّ وَ سَأَلْتُهُ عَنِ اسْمِهِ فَقَالَ اسْمِي مِهْجَعُ بْنُ الصَّلْتِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ سَمْعَانَ بْنِ غَانِمِ بْنِ أُمِّ غَانِمٍ وَهِيَ الْأَعْرَابِيَّةُ الْيَمَانِيَّةُ، صَاحِبَةُ الْحَصَاةِ الَّتِي طَبَعَ فِيهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَالسِّبْطُ إِلَى وَقْتِ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام

۴۔ راوی کہتا ہے میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ یمن کے ایک شخص نے داخلہ چاہا حضرت نے اجازت دی۔ ایک شخص لمبا تڑنگا موٹا تازہ اندر آیا اور سلام کیا۔ السلام علیک اے ولی اللہ حضرت نے جواب سلام دے کر بیٹھنے کا حکم دیا وہ مجھ سے مل کر بیٹھا مجھے فکر ہوئی کہ یہ کون ہے حضرت نے فرمایا یہ اولاد اس عربی عورت کی ہے جو صاحب حصاۃ تھی اور جس کے پتھر پر میرے آباؤ اجداد نے مہریں لگائیں اور وہ مہر پتھر میں بیٹھ گئی یہ اس پتھر کو لے کر آیا ہے تاکہ میں بھی مہر لگاؤں۔ پھر اس سے فرمایا۔ اسے لا، پس اس نے پتھر نکالا اس میں ایک جگہ خالی تھی حضرت نے اسے لیا اور اپنی انگوٹھی نکال کر اس پر مہر لگائی جو اس کے اوپر ابھر آئی، گویا میں یہ نقش اس پر دیکھ رہا تھا

الحسنؑ بن علیؑ۔

میں نے اس مرد یمنی سے کہا کیا تم نے امام علیہ السلام کو اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا۔ اس نے کہا کبھی نہیں میں ایک مدت سے حضرت کی زیارت کا مشتاق تھا ناگاہ ابھی ایک جوان آیا جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے مجھ سے کہا اندر آ پس میں آگیا۔ پھر وہ یمنی یہ کہتا ہوا اٹھا۔ اللہ کی رحمت اور برکت ہو تم پر اے اہلبیت ذریۃ بعضہا من بعض، یعنی ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا حق اسی طرح واجب ہے جس طرح حق امیر المومنین اور حق دیگر آئمہ خدا کا ان سب پر درود و سلام ہو، پھر وہ چلا گیا اور پھر کسی نے اس کو نہ دیکھا۔ اسحاق راوی ہے کہ ابوالہاشم جعفری نے فرمایا۔ میں نے اس کا نام پوچھا، اس نے کہا میرا نام مہج ابن صلت بن عقبہ بن سمعان بن غانم بن ام غانم ہے اور یہ وہی زن عربیہ ہے جس کو صاحبۃ الحصاۃ کہتے ہیں اس کے پتھر پر مہر لگائی امیر المومنین علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام تک آئمہ نے۔

٥ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن علي بن رئاب، عن أبي عبيدة وزرارة جميعاً، عن أبي جعفر عليه السلام قال: لما قتل الحسين عليه السلام أرسل محمد بن الحنفية إلى علي بن الحسين عليه السلام فخلا به فقال له: يا ابن أخي قد علمت أن رسول الله صلى الله عليه وآله دفع الوصية والإمامة من بعده إلى أمير المؤمنين عليه السلام ثم إلى الحسن عليه السلام، ثم إلى الحسين عليه السلام وقد قتل أبوك رضي الله عنه وصلى على روحه ولم يوص وأنا عمك وصنو أبيك وولادتي من علي عليه السلام في سني وقديمي أحق بها منك في حداثتك، فلا تنازعني في الوصية والإمامة ولا تحاجني، فقال له علي بن الحسين عليه السلام: يا عم اتق الله ولا تدع ما ليس لك بحق إني أعظك أن تكون من الجاهلين، إن أبي يا عم صلوات الله عليه أوصى إلي قبل أن يتوجه إلى العراق وعهد إلي في ذلك قبل أن يستشهد بساعة وهذا سلاح رسول الله صلى الله عليه وآله عندي؛ فلا تتعرض لهذا، فإني أخاف عليك نقص العمر وتشتت الحال، إن الله عز وجل جعل الوصية والإمامة في عقب الحسين عليه السلام فإذا أردت أن تعلم ذلك فانطلق بنا إلى الحجر الأسود حتى نتحاكم إليه ونسأله عن ذلك، قال أبو جعفر عليه السلام: وكان الكلام بينهما بمكة، فانطلقا حتى أتيا الحجر الأسود، فقال علي بن الحسين لمحمد بن الحنفية: ابدأ أنت فابتهل إلى الله عز وجل وسله أن ينطق لك الحجر ثم سل، فابتهل محمد في الدعاء وسأل الله ثم دعا الحجر، فلم يجبه فقال علي بن الحسين عليه السلام: يا عم لو كنت وصياً وإماماً لأجابك، قال له محمد: فادع الله أنت يا ابن أخي وسله، فدعا الله

عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بِهِ ... ثُمَّ قَالَ: أَسْأَلُكَ بِالَّذِي جَعَلَ فِيكَ مِيثَاقَ الْأَنْبِيَاءِ، وَمِيثَاقَ الْأَوْصِيَاءِ، وَمِيثَاقَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ لَمَّا أَخْبَرْتَنَا مَنِ الْوَصِيُّ وَالْإِمَامُ بَعْدَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: فَتَحَرَّكَ الْحَجَرُ حَتَّى كَادَ أَنْ يَزُولَ عَنْ مَوْضِعِهِ، ثُمَّ أَنْطَقَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّ الْوَصِيَّةَ وَالْإِمَامَةَ بَعْدَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام إِلَى عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَابْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: فَانْصَرَفَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ يَتَوَلَّى عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عليه السلام.

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ حَرِيزٍ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام مِثْلَهُ.

۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو محمد حنفیہ نے ایک روز خلوت میں امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا۔ اے پسر برادر! تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ نے اپنے بعد وصیت و امامت امیر المومنین کے سپرد کی، پھر انھوں نے امام حسنؑ کو دی اور امام حسنؑ نے امام حسینؑ اور تمہارے پدر بزرگوار نے خدا کا درود اور رحمت ہو ان پر کہ وہ شہید ہوئے اور انھوں نے اپنا وصی کسی کو نہیں بنایا اور میں تمہارا چچا ہوں تمہارے باپ کا بھائی ہوں اور علی کا بیٹا بلحاظ عمر تم سے بڑا ہوں پس امر وصیت اور امر امامت میں مجھ سے جھگڑا نہ کرو۔ حضرت علی بن الحسینؑ نے فرمایا اے چچا۔ اللہ سے ڈرو اور اس چیز کا دعویٰ نہ کرو جس کے تم حق دار نہیں ہو۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہلوں میں سے نہ بنو، بے شک اے چچا میرے باپ نے خدا کی رحمت ہو ان پر، عراق جانے سے پہلے میرے لئے وصیت فرمائی تھی اور شہادت سے کچھ دیر قبل یہ عہد میرے سپرد کیا تھا یہ رسول اللہ کے تبرکات ہیں ان میں سے مجھ سے جھگڑا نہ کرو۔ مجھے ڈر ہے کہیں تمہاری عمر کم نہ ہو جائے۔ اور حال تباہ نہ ہو۔ خدا نے وصیت اور وراثت کو اولاد حسینؑ میں قرار دیا ہے اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو تو میرے ساتھ حجر اسود کے پاس چلو تاکہ ہم اس کا فیصلہ کرائیں اور اس بارے میں سوال کریں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بات مکہ میں ہوئی، پس دونوں چلے۔ جب حجر اسود کے پاس آئے تو علی بن الحسینؑ نے فرمایا۔ اب آپ اللہ کی طرف رجوع کیجئے اور درخواست کیجئے کہ وہ حجر اسود کو ناطق کر دے پس محمد نے ایسا ہی کیا اور حجر سے سوال کیا، اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب علی بن الحسینؑ نے فرمایا۔ اے چچا۔ اگر آپ وصی و امام ہوتے تو یہ ضرور جواب دیتا۔ انھوں نے کہا اب تم بھی ایسا کرو پس حضرت علی بن الحسینؑ نے خدا سے دعا کی پھر فرمایا۔

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس ذات کے واسطہ سے جس نے قرار دیا۔ تجھ میں میثاق انبیاء و اوصیاء اور تمام لوگوں کے میثاق کو کہ خبر دے مجھ کو اس امر کی کہ حسین علیہ السلام کے بعد وصی اور امام کون ہے راوی کہتا ہے کہ حجر کو اس زور سے حرکت ہوئی۔ گویا وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔ پھر خدا نے اس کو گویا کیا اور اس نے واضح عربی میں کہا۔ خدا گواہ ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام وصی اور امام ہیں یہ سن کر محمد حنفیہ، علی بن الحسینؑ کی امامت کے قائل ہو گئے

ایسی ہی روایت علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اس نے حماد بن عیسیٰ سے اس نے حریز سے اس نے زرارہ سے اس نے امام جعفر صادق سے بیان کی ہے۔

٦ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَمَاعَةُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ : أَخْبَرَنِي الْكَلْبِيُّ النَّسَّابَةُ قَالَ : دَخَلْتُ الْمَدِينَةَ وَ لَسْتُ أَعْرِفُ شَيْئاً مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ فَأَتَيْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا جَمَاعَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ : أَخْبِرُونِي عَنْ عَالِمِ أَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ ؟ فَقَالُوا : عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ الْحَسَنِ .

فَأَتَيْتُ مَنْزِلَهُ فَاسْتَأْذَنْتُ ، فَخَرَجَ إِلَيَّ رَجُلٌ ظَنَنْتُ أَنَّهُ غُلَامٌ لَهُ ، فَقُلْتُ لَهُ : اسْتَأْذِنْ لِي عَلَى مَوْلَاكَ ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لِي : أُدْخُلْ فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِشَيْخٍ مُعْتَكِفٍ شَدِيدِ الْاِجْتِهَادِ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِي : مَنْ أَنْتَ ؟ فَقُلْتُ : أَنَا الْكَلْبِيُّ النَّسَّابَةُ ، فَقَالَ : مَا حَاجَتُكَ ؟ فَقُلْتُ : جِئْتُ أَسْأَلُكَ ، فَقَالَ : أَمَرَرْتَ بِابْنِي مُحَمَّدٍ ؟ قُلْتُ : بَدَأْتُ بِكَ ، فَقَالَ : سَلْ ، فَقُلْتُ : أَخْبِرْنِي عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ : أَنْتِ طَالِقٌ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ ، فَقَالَ تَبِينُ بِرَأْسِ الْجَوْزَاءِ وَ الْبَاقِي وِزْرٌ عَلَيْهِ وَ عُقُوبَةٌ ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي وَاحِدَةٌ ، فَقُلْتُ : مَا يَقُولُ الشَّيْخُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ؟ فَقَالَ : قَدْ مَسَحَ قَوْمٌ صَالِحُونَ وَ نَحْنُ أَهْلَ الْبَيْتِ لَا نَمْسَحُ ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي : ثِنْتَانِ ، فَقُلْتُ : مَا تَقُولُ فِي أَكْلِ الْجِرِّيِّ أَحَلَالٌ هُوَ أَمْ حَرَامٌ ؟ فَقَالَ : حَلَالٌ إِلَّا أَنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ نَعَافُهُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي : ثَلَاثٌ ، فَقُلْتُ . فَمَا تَقُولُ فِي شُرْبِ النَّبِيذِ ؟ فَقَالَ : حَلَالٌ إِلَّا أَنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ لَا نَشْرَبُهُ

فَقُمْتُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ وَ أَنَا أَقُولُ : هٰذِهِ الْعِصَابَةُ تَكْذِبُ عَلَى أَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَنَظَرْتُ إِلَى جَمَاعَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَ غَيْرِهِمْ مِنَ النَّاسِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ : مَنْ أَعْلَمُ أَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ ؟ فَقَالُوا : عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ ، فَقُلْتُ : قَدْ أَتَيْتُهُ فَلَمْ أَجِدْ عِنْدَهُ شَيْئاً فَرَفَعَ رَجُلٌ رَأْسَهُ فَقَالَ : ائْتِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عليهما السلام فَهُوَ أَعْلَمُ أَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ ، فَلَامَهُ بَعْضُ مَنْ كَانَ بِالْحَضْرَةِ ، فَقُلْتُ : إِنَّ الْقَوْمَ[٢] إِنَّمَا مَنَعَهُمْ مِنْ إِرْشَادِي إِلَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ الْحَسَدُ ، فَقُلْتُ لَهُ : وَيْحَكَ إِيَّاهُ أَرَدْتُ .

فَمَضَيْتُ حَتَّى صِرْتُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَقَرَعْتُ الْبَابَ ، فَخَرَجَ غُلَامٌ لَهُ فَقَالَ : ادْخُلْ يَا أَخَا كَلْبٍ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أَدْهَشَنِي ، فَدَخَلْتُ وَ أَنَا مُضْطَرِبٌ وَ نَظَرْتُ فَإِذَا شَيْخٌ عَلَى مُصَلًّى بِلَا مِرْفَقَةٍ وَ لَا بَرْدَعَةٍ ، فَابْتَدَأَنِي بَعْدَ أَنْ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ لِي : مَنْ أَنْتَ ؟ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي : يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ غُلَامُهُ يَقُولُ

لي بِالْبابِ : ادْخُلْ يا أَخا كَلْبٍ ، وَ يَسْأَلُنِي الْمَوْلى مَنْ أَنْتَ ؟! فَقُلْتُ لَهُ : أَنَا الْكَلْبِيُّ النَّسّابَةُ ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلى جَبْهَتِهِ وَ قالَ كَذَبَ الْعادِلُونَ بِاللهِ و ضَلُّوا ضَلالاً بَعِيداً وَ خَسِرُوا خُسْراناً مُبِيناً يا أَخا كَلْبٍ ! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ : « وَعاداً وَ ثَمُودَ وَ أَصْحابَ الرَّسِّ وَ قُرُوناً بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيراً » أَفَتَنْسِبُها أَنْتَ ؟ فَقُلْتُ : لا جُعِلْتُ فِداكَ ، فَقالَ لِي : أَفَتَنْسِبُ نَفْسَكَ ؟ قُلْتُ . نَعَمْ أَنَا فُلانُ ٥/١٢ ت
بْنُ فُلانِ بْنِ فُلانٍ حَتّى ارْتَفَعْتُ فَقالَ لِي : قِفْ لَيْسَ حَيْثُ تَذْهَبُ، وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَنْ فُلانُ بْنُ فُلانٍ ؟ قُلْتُ نَعَمْ فُلانُ بْنُ فُلانٍ ، قالَ : إِنَّ فُلانَ بْنَ فُلانٍ [بْنِ فُلانٍ] الرّاعِيَ الْكُرْدِيَّ إِنَّما كانَ فُلانَ الرّاعِيَ الْكُرْدِيَّ عَلى جَبَلِ آلِ فُلانٍ فَنَزَلَ إِلى فُلانَةَ امْرَأَةِ فُلانٍ مِنْ جَبَلِهِ الَّذِي كانَ يَرْعى غَنَمَهُ عَلَيْهِ فَأَطْعَمَها شَيْئاً وَ غَشِيَها فَوَلَدَتْ فُلاناً وَ فُلانُ بْنُ فُلانٍ مِنْ فُلانَةَ وَ فُلانِ بْنِ فُلانٍ ، ثُمَّ قالَ : أَتَعْرِفُ هٰذِهِ الْأَسامِيَ ؟ قُلْتُ : لا وَاللهِ جُعِلْتُ فِداكَ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَكُفَّ عَنْ هٰذا فَعَلْتَ ؟ فَقالَ : إِنَّما قُلْتَ فَقُلْتُ ، فَقُلْتُ : إِنِّي لا أَعُودُ . قالَ : لا نَعُودُ إِذاً وَ اسْأَلْ عَمّا جِئْتَ لَهُ.

فَقُلْتُ لَهُ . أَخْبِرْنِي عَنْ رَجُلٍ قالَ لِامْرَأَتِهِ : أَنْتِ طالِقٌ عَدَدَ نُجُومِ السَّماءِ ؟ فَقالَ وَيْحَكَ أَما تَقْرَأُ سُورَةَ الطَّلاقِ ؟ قُلْتُ : بَلى ، قالَ : فَاقْرَأْ فَقَرَأْتُ « فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ » قالَ : أَتَرى هٰهُنا نُجُومَ السَّماءِ ؟ قُلْتُ : لا ، قُلْتُ : فَرَجُلٌ قالَ لِامْرَأَتِهِ : أَنْتِ طالِقٌ ثَلاثاً ؟ قالَ : تُرَدُّ إِلى كِتابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صلی الله علیه وآله ، ثُمَّ قالَ : لا طَلاقَ إِلّا عَلى طُهْرٍ ، مِنْ غَيْرِ جِماعٍ بِشاهِدَيْنِ مَقْبُولَيْنِ ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي : واحِدَةٌ ، ثُمَّ قالَ : سَلْ ، قُلْتُ : ما تَقُولُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ؟ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قالَ : إِذا كانَ يَوْمُ الْقِيامَةِ وَ رَدَّ اللهُ كُلَّ شَيْءٍ إِلى شَيْئِهِ وَرَدَّ الْجِلْدَ إِلَى الْغَنَمِ فَتَرى أَصْحابَ الْمَسْحِ أَيْنَ يَذْهَبُ وُضُوؤُهُمْ ؟ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي : ثِنْتانِ ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقالَ : سَلْ ،

فَقُلْتُ : أَخْبِرْنِي عَنْ أَكْلِ الْجِرِّيِّ فَقالَ : إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مَسَخَ طائِفَةً مِنْ بَنِي إِسْرائِيلَ فَما أَخَذَ مِنْهُمْ بَحْراً فَهُوَ الْجِرِّيُّ وَالزِّمّارُ وَالْمارْماهِي وَما سِوى ذٰلِكَ وَما أَخَذَ مِنْهُمْ بَرّاً فَالْقِرَدَةُ وَالْخَنازِيرُ وَ الْوَبْرُ وَالْوَرَكُ وَما سِوى ذٰلِكَ ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي ثَلاثٌ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقالَ : سَلْ وَقُمْ ، فَقُلْتُ : ما تَقُولُ فِي النَّبِيذِ ؟ فَقالَ : حَلالٌ ، فَقُلْتُ : إِنّا نَنْبِذُ فَنَطْرَحُ فِيهِ الْعَكَرَ وَما سِوى ذٰلِكَ وَنَشْرَبُهُ فَقالَ : شَهْ شَهْ تِلْكَ الْخَمْرَةُ الْمُنْتِنَةُ ، فَقُلْتُ : جُعِلْتُ فِداكَ فَأَيَّ نَبِيذٍ تَعْنِي ؟ فَقالَ : إِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ شَكَوْا إِلى رَسُولِ اللهِ صلی الله علیه وآله تَغَيُّرَ الْماءِ وَفَسادَ طَبائِعِهِمْ ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَنْبِذُوا ، فَكانَ الرَّجُلُ

يَأْمُرُ خَادِمَهُ أَنْ يَنْبِذَلَهُ ، فَيَعْمِدُ إِلَى كَفٍّ مِنَ التَّمْرِ فَيَقْذِفُ بِهِ فِي الشَّنِّ فَمِنْهُ شُرْبُهُ وَمِنْهُ طَهُورُهُ ، فَقُلْتُ : وَكَمْ كَانَ عَدَدُ التَّمْرِ الَّذِي [كَانَ] فِي الْكَفِّ ، فَقَالَ: مَا حَمَلَ الْكَفُّ ، فَقُلْتُ : وَاحِدَةٌ أَوِ ثِنْتَانِ؟ فَقَالَ : رُبَّمَا كَانَتْ وَاحِدَةً وَرُبَّمَا كَانَتْ ثِنْتَيْنِ فَقُلْتُ : وَكَمْ كَانَ يَسَعُ الشَّنُّ ؟ فَقَالَ : مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ إِلَى مَا فَوْقَ ذٰلِكَ ، فَقُلْتُ بِالْأَرْطَالِ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ أَرْطَالٌ بِمِكْيَالِ الْعِرَاقِ ؛ قَالَ : سَمَاعَةُ : قَالَ الْكَلْبِيُّ : ثُمَّ نَهَضَ عليه السلام وَقُمْتُ ؛ فَخَرَجْتُ وَأَنَا أَضْرِبُ بِيَدِي عَلَى الْأُخْرَى وَأَنَا أَقُولُ إِنْ كَانَ شَيْءٌ فَهٰذَا ، فَلَمْ يَزَلِ الْكَلْبِيُّ يَدِينُ اللّٰهَ بِحُبِّ آلِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتَّى مَاتَ .

۶۔کلبی نسابہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ میں آیا اور مجھے علم نہ تھا کہ امر امامت کس سے متعلق ہے میں مسجد رسولؐ میں آیا وہاں کچھ لوگ جمع تھے میں نے ان سے پوچھا کہ اہل بیت میں عالم کون ہے انھوں نے کہا عبداللہ بن الحسن، میں ان کے گھر آیا اذن دخول چاہا۔ پس ایک شخص گھر میں سے نکلا میں سمجھا کہ یہ ان کا نوکر ہے میں نے اس سے کہا کہ تم اپنے آقا سے میرے لئے اجازت لو، وہ اندر گیا اور باہر آیا اور مجھ سے کہا اندر آؤ، میں نے اندر جا کر ایک بزرگ گوشہ نشین کو دیکھا جو سخت ریاضت نفس کرنے والے تھے میں نے سلام کیا۔ انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں کلبی نسابہ ہوں۔

فرمایا تمہاری حاجت کیا ہے میں نے کہا کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں فرمایا کیا تم میرے فرزند محمد سے ملے ہو میں نے کہا نہیں۔ میں تو پہلے آپ ہی کے پاس آیا ہوں۔ انھوں نے کہا پوچھو جو چاہتے ہو۔ میں نے کہا ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا۔ تجھ کو میں نے طلاق دی ستاروں کی تعداد کے برابر، انھوں نے کہا طلاق بائن تو تین بار میں ہوتی ہے باقی ستاروں کی تعداد کے برابر اس پر عذاب نازل ہوگا۔ کیونکہ اس نے بدعت کی۔ (جوزا برج میں چونکہ تین ستارے ہیں لہذا طلاق بائن مراد لی گئی) میں نے پوچھا اے شیخ آپ موزوں پر مسح کے بارے میں کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا نیک لوگ مسح کرتے ہیں لیکن ہم اہلبیت مسح نہیں کرتے، میں نے کہا یہ دوسری غلطی ہے پھر میں نے پوچھا۔ آپ بے چھلکے کی مچھلی کے بارے میں کیا کہتے ہیں فرمایا حلال ہے لیکن ہم اہلبیت نہیں کھاتے۔ میں نے پوچھا آپ نبیذ (جو کی شراب) کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ فرمایا حلال ہے لیکن ہم اہلبیت نہیں پیتے۔ یہ سن کر میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اور وہاں سے نکل آیا۔ میں دل میں کہتا تھا اس گروہ نے اہلبیت پر جھوٹ بولا۔ پھر میں مسجد میں آیا وہاں کچھ لوگ قریش وغیرہ کے بیٹھے تھے۔ میں نے سلام کر کے کہا، اہلبیت میں کون زیادہ عالم ہے انھوں نے کہا۔ عبداللہ بن الحسن میں نے کہا ان سے تو میں مل آیا ہوں ان کے پاس تو کچھ نہیں، ان میں سے ایک شخص نے سر اٹھایا اور کہا تم جعفر بن محمد کے پاس جاؤ وہ اہلبیت میں سب سے زیادہ عالم ہیں لوگوں نے اسے ملامت کی ـ مجھے بھی لوگوں نے از روئے حسد ان کے پاس جانے سے روکا تھا میں نے اس شخص سے کہا جس کا پتہ دیا ہے وہاں لے چلو، پس میں وہاں گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا ایک غلام نکلا اس نے کہا۔ اے برادر کلب آؤ۔ واللہ تم نے مجھے اضطراب میں ڈال دیا۔ اب تک کہاں تھے) میں یہ سن کر گھبرا گیا اندر جا کر ایک بزرگ کو دیکھا وہ ایک مصلے پر بیٹھے ہیں جس کا کوئی فرش نہیں اور نہ کوئی تکیہ ہے جب میں نے سلام کیا تو انھوں

نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا سبحان اللہ، نوکر نے دروازہ پر یا اخا الکلب کہا اور آقا پوچھتا ہے تم کون ہو۔ میں نے کہا میں کلبی ہوں نسب عرب کا سب سے زیادہ جاننے والا۔ حضرت نے اپنی پیشانی پہ ہاتھ مار کر کہا عادون نے (جو بغیر وحی مسائل تشکل از روئے ظن و قیاس بیان کرتے ہیں) جھوٹ بولا اور پوری طرح گمراہ ہو گئے اور پورے پورے خسارے میں رہے، اے برادر کلبی خدا فرماتا ہے ہم نے ہلاک کیا عاد و ثمود کو اور کنوئیں والوں کو (جنھوں نے نبی کی نافرمانی کی) اور ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کو کیا تو ان قوموں کے نسب کو جانتا ہے (کہ آدم تک ان کا سلسلۂ نسب کیا تھا۔ کون کس کا بیٹا تھا) میں نے کہا میں نہیں جانتا۔

پھر مجھ سے فرمایا۔ تو اپنے نسب کے متعلق جانتا ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں فلاں بن فلاں ہوں اور سلسلہ کو آگے بڑھایا فرمایا ٹھہر جا۔ ایسا نہیں۔ جیسا تو بیان کر رہا ہے تو جانتا ہے کہ فلاں (دہیان بن بیان) کس کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا میں جانتا ہوں، فرمایا فلاں (دہیان) ایسا نہیں، وہ ایک کردی چرواہے (عمرد) کا بیٹا ہے یہ اپنی بکریاں فلاں قبیلہ کے پہاڑ پر چرایا کرتا تھا وہ اس قبیلہ کی ایک عورت کے پاس آیا جو فلاں کی زوجہ تھی (بذنام) پس اسے کچھ طمع دے کر اس سے جماع کیا۔ اس سے فلاں (دہیان) پیدا ہوا پس وہ دہیان بن عمرو بن مرتعیا ہے تو غلطی سے بیان کا بیٹا بتا رہا ہے۔ کیسا نسب ہے۔

پھر فرمایا جو نام میں نے بتلائے کیا تجھے یہ معلوم تھے۔ میں نے کہا نہیں، اگر حضور مناسب سمجھیں تو اس کا ذکر کسی سے نہ کریں یہ میرے لئے بدنامی کا باعث ہے فرمایا تو نے نسابی کا دعویٰ کیا تھا اس لئے میں نے کہا۔ اب میں ایسا نہ کہوں گا۔ فرمایا ہم بھی کسی سے ذکر نہ کریں گے (آپ نے اس کے سوالات سے پہلے ہی علم امامت کا اظہار کر دیا) اچھا۔ اب جن سوالات کے جوابات کے لئے تو آیا ہے وہ دریافت کر۔ میں نے کہا مجھے اس مسئلے کا جواب بتائیے۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجھے طلاق ہے ستاروں کی تعداد کے مطابق (کیا طلاق بائن ہو گئی) فرمایا تو نے سورۂ طلاق پڑھا ہے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا پڑھو، میں نے پڑھا جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت طلاق دو اور عدہ کا شمار رکھو۔

فرمایا۔ اس آیت میں نجوم سما کا ذکر ہے میں نے کہا نہیں، پھر فرمایا۔ طلاق نہیں دی جاتی مگر طہر میں جبکہ جماع نہ کیا ہو اور اس کے گواہ دو عادل ہوں میں نے دل میں کہا یہ پہلا ثبوت ہے۔ علم امامت کا، پھر فرمایا اور پوچھ، میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں موزوں پر مسح کے متعلق، یہ سن کر حضرت نے تبسم فرمایا، (عبداللہ بن الحسن کے جواب پر) اور پھر فرمایا۔ روز قیامت خدا ہر شے کو اس کی صورت پر لے آئے گا پس جنھوں نے موزہ پر مسح کیا (عرب کا موزہ بکری کے پوست کا ہوتا تھا) ان کے پیروں پہ بکری کی کھال ہو گی اب غور کر ایسے مسح کرنے والوں کا وضو کہاں جائے گا۔

فرمایا اب اور پوچھ۔ میں نے کہا کیا جری حلال ہے (ایک قسم کی مچھلی بے چھلکے کی) فرمایا۔ خدا نے مسخ کیا ایک گروہ کو بنی اسرائیل سے جو دریا کے حصہ میں آئے وہ جری۔ زمار اور مار ماہی ہیں) جو خشکی میں وہ بندر، سور اور دبر (ایک قسم کی بلی) اور ورک۔ (ایک قسم کا گوہ) بنے میں نے دل میں کہا، یہ تیسری علامت ہے۔ پھر فرمایا اب آخری سوال بھی پوچھ اور اٹھ

کھڑا ہو، میں نے کہا بنیذ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں فرمایا حلال ہے (ایک خاص صورت میں آپ نے مجملاً فرمایا تاکہ عبداللہ بن الحسن کی غلطی ثابت کریں جنھوں نے تفصیل کے بغیر مطلقاً حلال کہہ دیا تھا) میں نے کہا ہم بنیذ میں دُرد بنیذ اور دوسری ادویہ ڈالتے ہیں (تاکہ وہ جوش کھا جائے) فرمایا دور ہو، دور ہو یہ تو گندی شراب ہے جو حرام ہے، میں نے کہا پھر بنیذ سے آپ کی کیا مراد ہے۔ فرمایا سُن اہل مدینہ نے حضرت رسولؐ خدا سے شکایت کی کہ مدینہ کا پانی تلخ ہو گیا ہے اور اس کے پینے سے صحت خراب ہو رہی ہے فرمایا اس میں خرمے ڈالو، اس شخص نے ایک نوکر کو حکم دیا کہ ایسا کرے اس نے ایک مٹھی خرمے ایک کنستر میں ڈال دیئے۔ اس نے اس کو پیا اور طہارت کی یعنی وضو وغسل کیا، میں نے کہا وہ خرمے کتنے تھے جو اس کی مٹھی میں تھے فرمایا جتنے اس کی مٹھی میں سمائے، میں نے کہا ایک مٹھی میں یا دونوں میں فرمایا کبھی ایک کبھی دو، میں نے کہا پیپے میں پانی کتنا تھا، فرمایا، چالیس سے کم اسی یا اس سے کچھ زیادہ (بلحاظ وسعت ظرف) میں نے کہا اس سے مراد آپ کی رطل ہے۔ فرمایا۔ ہاں رطل عراق۔

توضیح:- رطل ایک پیمانہ ہے لیکن فقہا نے اسے آب کُر کے لئے وزن قرار دیا ہے رطل عراق ایک سو تیس درہم وزنی شے کا ہوتا ہے اور درہم ہوتا ہے ۴۸ جَو کا وزن ہیں۔ امام نے لفظ بنیذ مجازاً استعمال کیا ہے تاکہ عبداللہ بن الحسن کی اس غلطی کو ظاہر کریں کہ انھوں نے مطلق بنیذ کو حلال قرار دیا حالانکہ وہ حرام ہے عبداللہ بن الحسن کو چاہیئے تھا کہ جو بنیذ حلال ہے اس کی توضیح اسی طرح کرتے جس طرح امام نے کی ہے چونکہ امام کے اس بیان کردہ صورت پر عرب لفظ بنیذ استعمال کرتے تھے لہذا اس لفظ کو مجازاً استعمال کیا گیا۔

سماعہ نے کہا کہ کلبی نے بیان کیا کہ پھر امام اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی باہر نکلا، میں نے اپنے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر کہا کہ اگر کوئی چیز قابل عمل ہے تو یہ ہے کلبی مرتے دم تک محبت اہلبیت پر قائم رہا۔

٧ – مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الْوَاسِطِيِّ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام أَنَا وَ صَاحِبُ الطَّاقِ وَ النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَى عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ صَاحِبُ الْأَمْرِ بَعْدَ أَبِيهِ ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ أَنَا وَصَاحِبُ الطَّاقِ وَالنَّاسُ عِنْدَهُ وَذَلِكَ أَنَّهُمْ رَوَوْا عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْأَمْرَ فِي الْكَبِيرِ مَالَمْ تَكُنْ بِهِ عَاهَةٌ ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَسْأَلُهُ عَمَّا كُنَّا نَسْأَلُ عَنْهُ أَبَاهُ ، فَسَأَلْنَاهُ عَنِ الزَّكَاةِ فِي كَمْ تَجِبُ ؟ فَقَالَ فِي مِائَتَيْنِ خَمْسَةٌ فَقُلْنَا : فَفِي مِائَةٍ ؟ فَقَالَ : دِرْهَمَانِ وَنِصْفٌ ، فَقُلْنَا : وَاللهِ مَا تَقُولُ الْمُرْجِئَةُ هَذَا ، قَالَ : فَرَفَعَ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ : وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا تَقُولُ الْمُرْجِئَةُ ؟.

قَالَ : فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ ضُلَّالاً ، لَا نَدْرِي إِلَى أَيْنَ نَتَوَجَّهُ أَنَا وَأَبُوجَعْفَرٍ الْأَحْوَلُ ، فَقَعَدْنَا فِي بَعْضِ أَزِقَّةِ الْمَدِينَةِ بَاكِينَ حَيَارَى لَا نَدْرِي إِلَى أَيْنَ نَتَوَجَّهُ وَلَا مَنْ نَقْصِدُ ؟ وَنَقُولُ : إِلَى الْمُرْجِئَةِ ، إِلَى الْقَدَرِيَّةِ ، إِلَى الزَّيْدِيَّةِ ، إِلَى الْمُعْتَزِلَةِ ، إِلَى الْخَوَارِجِ ، فَنَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ رَأَيْتُ رَجُلاً شَيْخاً

لا أَعْرِفُهُ ، يُومِئُ إِلَيَّ بِيَدِهِ فَخِفْتُ أَنْ يَكُونَ عَيْناً مِنْ عُيُونِ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَنْصُورِ وَذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ لَهُ بِالْمَدِينَةِ جَوَاسِيسُ يَنْظُرُونَ إِلَى مَنِ اتَّفَقَتْ شِيعَةُ جَعْفَرٍ عليه السلام عَلَيْهِ ، فَيَضْرِبُونَ عُنُقَهُ ، فَخِفْتُ أَنْ يَكُونَ مِنْهُمْ فَقُلْتُ لِلْأَحْوَلِ : تَنَحَّ فَإِنِّي خَائِفٌ عَلَى نَفْسِي وَعَلَيْكَ وَإِنَّمَا يُرِيدُنِي لَا يُرِيدُكَ ، فَتَنَحَّ عَنِّي لَا تَهْلِكْ وَتُعِينُ عَلَى نَفْسِكَ فَتَنَحَّى غَيْرَ بَعِيدٍ وَتَبِعْتُ الشَّيْخَ وَذَلِكَ أَنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي لَا أَقْدِرُ عَلَى التَّخَلُّصِ مِنْهُ فَمَازِلْتُ أَتْبَعُهُ وَقَدْ عَزَمْتُ عَلَى الْمَوْتِ حَتَّى وَرَدَ بِي عَلَى بَابِ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام ثُمَّ خَلَّانِي وَمَضَى . فَإِذَا خَادِمٌ بِالْبَابِ فَقَالَ لِي : اُدْخُلْ رَحِمَكَ اللَّهُ .

فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام فَقَالَ لِي ابْتِدَاءً مِنْهُ : لَا إِلَى الْمُرْجِئَةِ وَلَا إِلَى الْقَدَرِيَّةِ وَلَا إِلَى الزَّيْدِيَّةِ وَلَا إِلَى الْمُعْتَزِلَةِ وَلَا إِلَى الْخَوَارِجِ إِلَيَّ إِلَيَّ فَقُلْتُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ مَضَى أَبُوكَ ؟ قَالَ : نَعَمْ قُلْتُ : مَضَى مَوْتاً ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قُلْتُ : فَمَنْ لَنَا مِنْ بَعْدِهِ ؟ فَقَالَ : إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَكَ هَدَاكَ ، قُلْتُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنْ بَعْدِ أَبِيهِ ، قَالَ يُرِيدُ عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَا يُعْبَدَ اللَّهُ [قَالَ : قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَنْ لَنَا مِنْ بَعْدِهِ ؟ قَالَ : إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَكَ هَدَاكَ] قَالَ : قُلْتُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَنْتَ هُوَ ؟ قَالَ : لَا مَا أَقُولُ ذَلِكَ ، قَالَ : فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَمْ أُصِبْ طَرِيقَ الْمَسْأَلَةِ ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ عَلَيْكَ إِمَامٌ ؟ قَالَ : لَا فَدَاخَلَنِي شَيْءٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِعْظَاماً لَهُ وَهَيْبَةً أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحِلُّ بِي مِنْ أَبِيهِ إِذَا دَخَلْتُ عَلَيْهِ .

ثُمَّ قُلْتُ لَهُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ أَسْأَلُكَ كَمَا كُنْتُ أَسْأَلُ أَبَاكَ ؟ فَقَالَ : سَلْ تُخْبَرْ وَلَا تُذِعْ ، فَإِنْ أَذَعْتَ فَهُوَ الذَّبْحُ ، فَسَأَلْتُهُ فَإِذَا هُوَ بَحْرٌ لَا يُنْزَفُ ، قُلْتُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ شِيعَتُكَ وَشِيعَةُ أَبِيكَ ضُلَّالٌ فَأُلْقِي إِلَيْهِمْ وَأَدْعُوهُمْ إِلَيْكَ وَقَدْ أَخَذْتَ عَلَيَّ الْكِتْمَانَ ، قَالَ : مَنْ آنَسْتَ مِنْهُمْ رُشْداً فَأَلْقِ إِلَيْهِ وَخُذْ عَلَيْهِ الْكِتْمَانَ فَإِنْ أَذَاعُوا فَهُوَ الذَّبْحُ ـ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى حَلْقِهِ ـ قَالَ : فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ الْأَحْوَلَ فَقَالَ لِي : مَا وَرَاءَكَ ؟ قُلْتُ : الْهُدَى ، فَحَدَّثْتُهُ بِالْقِصَّةِ ، قَالَ : ثُمَّ لَقِينَا الْفُضَيْلَ وَأَبَا بَصِيرٍ فَدَخَلَا عَلَيْهِ وَسَمِعَا كَلَامَهُ وَسَاءَلَاهُ وَقَطَعَا عَلَيْهِ بِالْإِمَامَةِ ، ثُمَّ لَقِينَا النَّاسَ أَفْوَاجاً فَكُلُّ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ قَطَعَ إِلَّا طَائِفَةَ عَمَّارٍ وَأَصْحَابَهُ وَبَقِيَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَدْخُلُ إِلَيْهِ إِلَّا قَلِيلٌ مِنَ النَّاسِ ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ : مَا حَالُ النَّاسِ ؟ فَأُخْبِرَ أَنَّ هِشَاماً صَدَّ عَنْكَ النَّاسَ ، قَالَ هِشَامٌ : فَأَقْعَدَ لِي بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ وَاحِدٍ لِيَضْرِبُونِي .

۷۔ ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کے بعد میں اور مومن طاق (ابوجعفر

بن النعمان احول) مدینہ گئے۔ وہاں معلوم ہوا کہ لوگوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ امام جعفر صادقؑ کے بعد امام عبداللہ بن جعفر ہیں اور اس لئے کہ انھوں نے روایت بیان کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ امامت منتقل ہوگی ولد اکبر کی طرف بشرطیکہ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ پس ہم عبداللہ بن جعفر کے پاس آئے اور سوال کیا ان سے جیسے ان کے باپ سے کرتے تھے۔

ہم نے سوال کیا کہ زکوٰۃ کتنے مال پر واجب ہے انھوں نے کہا دو سو پر پانچ ہم نے کہا سو پر انھوں نے کہا ڈھائی درہم، (حالانکہ دو سو سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے) ہم نے کہا ایسا تو مرجیہ فرقہ کہتا ہے پس ہم ان سے گمراہی کی حالت میں اُٹھ آئے ہم نہیں جانتے تھے کہ میں اور ابوجعفر احول کس کی طرف رجوع کریں۔ ہم مدینہ کے ایک کوچہ میں بیٹھے رو رہے تھے اور حیران تھے کہ کس کی طرف جائیں مرجیہ کی طرف، قدریہ کی طرف، زیدیہ کی طرف، معتزلہ کی طرف یا خوارج کی طرف، ہم اسی حالت میں تھے کہ میں نے ایک بوڑھے کو جسے میں نہیں جانتا تھا اپنی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے پایا۔ میں خائف ہوگیا کہ کہیں یہ ابوجعفر منصور بادشاہ عباسی کا جاسوس نہ ہو اور صورت اس کی یہ تھی کہ منصور کے جاسوس یہ دیکھتے پھرتے تھے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شیعہ کس امامت پر متفق ہوتے ہیں تاکہ اس کی گردن ماردیں میں ڈرا کہ یہ شخص انہی میں سے نہ ہو۔ میں نے احول سے کہا کہ ایک طرف ہوجاؤ میں اپنے اور تمہارے متعلق اس سے ڈرتا ہوں اس کا ارادہ مجھ سے متعلق ہے اور نہ تم سے تم مجھ سے علیحدہ ہوجاؤ اور اپنے کو ہلاکت میں مت ڈالو اور اپنے نفس کی حفاظت کرو، پس وہ مجھ سے تھوڑی دور ہوگیا اور میں اسکی کی طرف بڑھا۔ کیونکہ میں نے گمان کیا کہ میں اس سے چھٹکارہ حاصل کرنے پر قادر نہیں، پس میں اس کی طرف بڑھتا رہا اور موت میرے سامنے تھی یہاں تک کہ وہ مجھے لے کر امام موسیٰ کاظمؑ کے دروازہ پر پہنچا۔

اس کے بعد اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ ناگاہ ایک خادم دروازہ پر آیا اور مجھ سے کہنے لگا۔ اندر آؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ میں اندر داخل ہوا وہاں ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام تھے حضرت نے بغیر میرے کچھ کہے فرمایا نہ مرجیہ کے پاس جاؤ، نہ قدریہ کے نہ زیدیہ کے اور نہ معتزلیہ اور خوارج کے، بلکہ میرے پاس آؤ۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں آپ کے پدر بزرگوار کا انتقال ہوگیا۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں نے کہا اپنی موت مرے (مراد یہ ہے کہ بارہویں امام کی طرح غائب تو نہیں ہوئے) فرمایا۔ ہاں۔

میں نے کہا۔ پھر ان کے بعد ہمارا امام کون ہے، فرمایا۔ اگر خدا تمہاری ہدایت چاہے گا تو ہدایت کردے گا میں نے کہا عبداللہ کا خیال ہے کہ اپنے باپ کے قائم مقام وہ ہیں۔ فرمایا۔ عبداللہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی عبادت نہ کریں۔ (کافر ہو جائیں کیوں کہ امام برحق کا نہ ماننا کفر ہے۔)

میں نے کہا پھر ہمارا امام حضرت کے بعد کون ہے فرمایا اگر خدا تمہاری ہدایت کرنا چاہے گا تو کردے گا۔ میں نے کہا کیا وہ آپ ہیں فرمایا۔ نہیں۔ میں خود نہیں کہتا۔ اللہ اللہ کیسا خطرناک دور تھا کہ اگر زبان سے کہتے کہ میں امام ہوں اور یہ خبر بادشاہ تک پہنچ جاتی تو وہ قتل کرا دیتا۔ میں نے دل میں کہا معاملہ صاف نہ ہوا۔ پھر میں نے کہا۔ کیا آپ کا کوئی

امام آپ سے بالاتر ہے فرمایا نہیں۔

میرے دل میں ایسی بات پیدا ہوئی جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ حضرت کی عظمت و ہیبت کا اثر تھا میرے دل پر اس سے زیادہ تھا جتنا ان کے والد کی خدمت میں حاضر ہونے پر میرے دل پر ہوتا تھا۔

پھر میں نے کہا میں آپ سے اسی طرح سوال کرنا چاہتا ہوں جس طرح آپ کے والد ماجد سے پوچھا کرتا تھا۔

فرمایا۔ پوچھو آگاہ کئے جاؤ گے مگر کسی پر ظاہر نہ کرنا اگر ظاہر کر دیا تو اس کا نتیجہ قتل ہے میں نے سوالات کئے پس میں نے دیکھا کہ حضرت علم کے ایسے دریا ہیں جس کا زور کم نہیں ہوتا۔

میں نے کہا۔ آپ کے اور آپ کے آباد و اجداد کے شیعہ گمراہی میں پڑے ہوتے ہیں ان سے اپنی امامت کو بیان کیجئے اور ان کو اپنی طرف بلائیے اور یہ کام میں خفیہ انجام دوں گا۔ فرمایا جن میں صلاحیت ہدایت پاؤ ان سے بیان کر دینا اور ان سے بھی پوشیدہ رکھنے کا عہد لے لینا اگر انھوں نے ظاہر کر دیا تو میرا ذبح ہونا یقینی ہے اشارہ کیا اپنے حلق کی طرف۔

میں حضرت کے پاس سے چلا آیا اور ابو جعفر احول سے ملا۔ انھوں نے کہا کیا صورت پیش آئی میں نے کہا بحمد اللہ ہدایت حاصل ہوئی پھر تمام قصہ ان سے بیان کیا۔

ہشام نے کہا پھر ہم نے ملاقات کی فضیل اور ابو بصیر سے انھوں نے خلوت کی امام علیہ السلام سے اور سنا حضرت کے کلام کو اور ان سے سوالات کئے اور ان کی امامت پر پورا پورا یقین ہو گیا پھر ہم بہت سے لوگوں سے ملے۔ پس جو کوئی حضرت کے پاس گیا اس نے آپ کی امامت کا اقرار کر لیا۔ سوائے عمار ساباطی کے اور اس کے اصحاب کے اور عبد اللہ کا یہ حال رہا کہ بہت کم لوگ ان کے پاس جاتے تھے یہ صورت دیکھ کر انھوں نے کہا۔ لوگ جاہل ہو گئے ہیں اور یہ بھی ان سے بیان کیا گیا کہ ہشام لوگوں کو تمہارے پاس آنے سے روکتے ہیں انھوں نے کہا کچھ لوگ مدینہ میں میرے مارنے کے لئے بٹھا دیئے گئے ہیں

توضیح:- **مرجیہ:-** وہ فرقہ ہے جو ایمان کو محض علم ما جاء بہ النبی تک محدود رکھتے ہیں اور عمل کو داخل ایمان نہیں جانتے خواہ عمل دل سے ہو۔ جیسے تصدیق یا عمل بالارکان ہو، وہ افراد ایمان میں قوت و ضعف کا کوئی فرق نہیں کرتے، بد سے بد آدمی ایمانی مرتبہ میں جبرئیل کے برابر جانتے ہیں اور امیر المومنینؑ کو چوتھے نمبر پر خلیفہ مانتے ہیں۔

قدریہ:- وہ فرقہ ہے جو بندہ کو بالاستقلال اپنے افعال پر قادر مانتے ہیں یہ عقیدہ میں جبریہ فرقہ کی ضد ہیں شیعہ ان دونوں کے درمیان ہیں۔

زیدیہ:- یہ امامت زید بن علی بن الحسین کے قائل ہیں اور اجتہاد اور خروج بالسیف کو شرط امامت مانتے ہیں۔

معتزلہ:- مرتکب زنا وغیرہ کو ایمان سے خارج جانتے ہیں خواہ وہ گناہ بے اصرار ہو یا بہ اصرار

ہے تو یہ مرنے والے کو جہنمی جانتے ہیں۔

خوارج: یہ حکم غیر اللہ کو اگرچہ از روئے علم ہو شرک جانتے ہیں یہ جماعت صفین میں حضرت علیؑ سے اس لئے علیحدہ ہوئی کہ آپؑ حکمین کے فیصلہ پر کیوں راضی ہوئے۔

٨ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُلَانٍ الْوَاقِفِيِّ قَالَ: كَانَ لِي ابْنُ عَمٍّ يُقَالُ لَهُ: الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ زَاهِداً وَكَانَ مِنْ أَعْبَدِ أَهْلِ زَمَانِهِ وَكَانَ يَتَّقِيهِ السُّلْطَانُ لِجِدِّهِ فِي الدِّينِ وَ اجْتِهَادِهِ وَرُبَّمَا اسْتَقْبَلَ السُّلْطَانَ بِكَلَامٍ صَعْبٍ يَعِظُهُ وَيَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَكَانَ السُّلْطَانُ يَحْتَمِلُهُ لِصَلَاحِهِ، وَلَمْ تَزَلْ هَذِهِ حَالَتَهُ حَتَّى كَانَ يَوْمٌ مِنَ الْأَيَّامِ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَرَآهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَلِيٍّ مَا أَحَبَّ إِلَيَّ مَا أَنْتَ فِيهِ وَأَسَرَّنِي إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَتْ لَكَ مَعْرِفَةٌ، فَاطْلُبِ الْمَعْرِفَةَ، قَالَ: جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا الْمَعْرِفَةُ؟ قَالَ: اذْهَبْ فَتَفَقَّهْ وَ اطْلُبِ الْحَدِيثَ، قَالَ: عَمَّنْ؟ قَالَ: عَنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ اعْرِضْ عَلَيَّ الْحَدِيثَ

قَالَ: فَذَهَبَ فَكَتَبَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِ فَأَسْقَطَهُ كُلَّهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: اذْهَبْ فَاعْرِفِ الْمَعْرِفَةَ وَكَانَ الرَّجُلُ مَعْنِيّاً بِدِينِهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَرَصَّدُ أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام حَتَّى خَرَجَ إِلَى ضَيْعَةٍ لَهُ، فَلَقِيَهُ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أَحْتَجُّ عَلَيْكَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ فَدُلَّنِي عَلَى الْمَعْرِفَةِ قَالَ: فَأَخْبَرَهُ بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَمَا كَانَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وَ أَخْبَرَهُ بِأَمْرِ الرَّجُلَيْنِ فَقَبِلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: فَمَنْ كَانَ بَعْدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام؟ قَالَ: الْحَسَنُ عليه السلام ثُمَّ الْحُسَيْنُ عليه السلام حَتَّى انْتَهَى إِلَى نَفْسِهِ ثُمَّ سَكَتَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَنْ هُوَ الْيَوْمَ؟ قَالَ: إِنْ أَخْبَرْتُكَ تَقْبَلُ؟ قَالَ: بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَالَ: أَنَا هُوَ، قَالَ: فَشَيْءٌ أَسْتَدِلُّ بِهِ؟ قَالَ: اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الشَّجَرَةِ ـ وَأَشَارَ [بِيَدِهِ] إِلَى أُمِّ غَيْلَانٍ ـ فَقُلْ لَهَا: يَقُولُ لَكِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ: أَقْبِلِي، قَالَ: فَأَتَيْتُهَا فَرَأَيْتُهَا وَاللَّهِ تَخُدُّ الْأَرْضَ خَدّاً حَتَّى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهَا فَرَجَعَتْ، قَالَ: فَأَقَرَّ بِهِ، ثُمَّ لَزِمَ الصَّمْتَ وَالْعِبَادَةَ، فَكَانَ لَا يَرَاهُ أَحَدٌ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ ذَلِكَ.

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ مِثْلَهُ.

٨ - راوی کہتا ہے حسن بن عبداللہ میرے چچا کا بیٹا زاہد تھا اور اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے زیادہ عابد، اس

کی دینی جد و جہد اور سخت ریاضت کی بنا پر بادشاہ اس سے ڈرتا تھا اب وہ بادشاہ سے بڑے سخت کلمات بطور نصیحت کہہ جاتا تھا اور اس کو نیک کام کرنے کا حکم دیتا تھا، ور برائی سے روکتا تھا اور بادشاہ اس کی باتوں کو برداشت کرتا تھا اور اسی حالت میں چلا آرہا تھا ایک دن جبکہ وہ مسجد میں تھا امام موسیٰ کاظم وہاں تشریف لائے اس کو دیکھا اور اشارہ سے بلایا وہ آگیا آپ نے اس سے فرمایا تمہاری اس حالت نے مجھے بہت مسرت بخشی، مگر یہ کہ تمہارے لئے معرفت نہیں اس کو تلاش کرو، اس نے کہا کیسی معرفت؟ فرمایا جاؤ علم فقہ حاصل کرو، اس نے کہا کس سے، فرمایا فقہائے مدینہ سے پھر ان احادیث کو میرے سامنے پیش کرو، پس وہ گیا اور احادیث کو لکھ لایا۔ حضرت نے فرمایا۔ پڑھو، اس نے پڑھا۔ آپ نے فرمایا یہ سب ساقط الاعتبار اور غلط ہیں تم معرفت حاصل کرو اور اس شخص کو امر دین میں عنایت خدا حاصل تھی وہ ہمیشہ حضرت سے ملنے کا متمنی رہتا ایک روز حضرت اپنی زمین پر تشریف لے جارہے تھے اس نے راستہ میں ملاقات کی اور کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں آپ کی ہدایت کا محتاج ہوں آپ معرفت الٰہی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔ آپ نے امیرالمومنین کے حالات اس سے بیان کئے اور جو کچھ ان دونوں (حضرت ابوبکر و عمر) نے کیا تھا۔ وہ بھی سنایا اس نے قبول کیا۔ پھر دریافت کیا۔ امیرالمومنین کے بعد کون امام ہوا۔ فرمایا امام حسنؑ، ان کے بعد امام حسینؑ یہاں تک کہ اپنی ذات تک پہنچے پھر خاموش ہو گئے اس نے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں اب امام کون ہے؟ فرمایا۔ اگر میں تجھے بتادوں تو تو قبول کرے گا۔ اس نے کہا ضرور تب آپ نے فرمایا۔ وہ میں ہوں، اس پر دلیل چاہی۔ فرمایا اس درخت کے پاس جا، اور اپنے ہاتھ سے ایک ببول کے درخت کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس کے پاس جاکر کہو کہ موسیٰ بن جعفر کہتے ہیں میرے پاس آ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پس اس نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور وہ اکھڑ کر حضرت کے سامنے آگیا پھر اشارہ کیا وہ اپنی جگہ پر واپس گیا۔ اس نے حضرت کی امامت کا اقرار کیا پھر خاموش ہو کر مشغول عبادت ہوا اور پھر کسی نے اس کو کلام کرتے نہ پایا۔

۹ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الطَّيِّبِ، عَنْ عَبْدِالْوَهَّابِ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْعَلاءِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَكْثَمَ ـ قَاضِيَ سَامَرَّاءَ بَعْدَ مَاجَهَدْتُ بِهِ وَنَاظَرْتُهُ وَحَاوَرْتُهُ وَوَاصَلْتُهُ وَسَأَلْتُهُ عَنْ عُلُومِ آلِ مُحَمَّدٍ ـ فَقَالَ: بَيْنَا أَنَا ذَاتَ يَوْمٍ دَخَلْتُ أَطُوفُ بِقَبْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ[1] فَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا عليه السلام يَطُوفُ بِهِ، فَنَاظَرْتُهُ فِي مَسَائِلَ عِنْدِي فَأَخْرَجَهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ لَهُ: وَاللهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ مَسْأَلَةً وَاحِدَةً وَإِنِّي وَاللهِ لَأَسْتَحْيِي مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِي: أَنَا أُخْبِرُكَ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَنِي، تَسْأَلُنِي عَنِ الْإِمَامِ، فَقُلْتُ: هُوَ وَاللهِ هٰذَا، فَقَالَ: أَنَا هُوَ، فَقُلْتُ: عَلَامَةً، فَكَانَ فِي يَدِهِ عَصًا فَنَطَقَتْ وَقَالَتْ: إِنَّ مَوْلَايَ إِمَامُ هٰذَا الزَّمَانِ وَهُوَ الْحُجَّةُ.

۹۔ راوی کہتا ہے میں نے قاضی سامرہ یحییٰ بن اکثم سے سنا اس کے بعد میں نے اس کو آزمایا، مناظرہ کیا۔ گفتگو

کی میں نے علوم آل محمدؐ سے متعلق اس سے سوال کیا۔ اس نے کہا میں ایک روز قبر رسولؐ کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کو بھی طواف کرتے پایا۔ میں نے ان سے چند سوالات کئے جن کے انھوں نے تسلی بخش جواب دیئے۔ پھر میں نے ان سے کہا ایک سوال آپ سے کرتے مجھے حیا آتی ہے۔ فرمایا میں تمہارے سوال سے پہلے بتلائے دیتا ہوں تم مجھ سے یہ پوچھنا چاہتے ہو۔ امام کون ہے؟ میں نے کہا بے شک یہی سوال میرے ذہن میں تھا لیکن اس کا ثبوت آپؑ کے ہاتھ میں عصا تھا وہ گویا ہوا۔ میرا مولا یہ امام زمانہ ہے اور وہی خدا کی حجت ہیں۔

١٠ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَوْ غَيْرِهِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى الرِّضَا عليه السلام وَأَنَا يَوْمَئِذٍ وَاقِفٌ وَقَدْ كَانَ أَبِي سَأَلَ أَبَاهُ عَنْ سَبْعِ مَسَائِلَ فَأَجَابَهُ فِي سِتٍّ وَأَمْسَكَ عَنِ السَّابِعَةِ ، فَقُلْتُ : وَاللهِ لَأَسْأَلَنَّهُ عَمَّا سَأَلَ أَبِي أَبَاهُ ، فَإِنْ أَجَابَ بِمِثْلِ جَوَابِ أَبِيهِ كَانَتْ دَلَالَةً ، فَسَأَلْتُهُ فَأَجَابَ بِمِثْلِ جَوَابِ أَبِيهِ أَبِي فِي الْمَسَائِلِ السِّتِّ ، فَلَمْ يَزِدْ فِي الْجَوَابِ وَاواً وَلَا يَاءً وَأَمْسَكَ عَنِ السَّابِعَةِ وَقَدْ كَانَ أَبِي قَالَ لِأَبِيهِ : إِنِّي أَحْتَجُّ عَلَيْكَ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، أَنَّكَ زَعَمْتَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ لَمْ يَكُنْ إِمَاماً ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عُنُقِهِ ، ثُمَّ قَالَ لَهُ : نَعَمِ احْتَجَّ عَلَيَّ بِذَلِكَ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ، فَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ إِثْمٍ فَهُوَ فِي رَقَبَتِي.

فَلَمَّا وَدَّعْتُهُ قَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ شِيعَتِنَا يُبْتَلَى بِبَلِيَّةٍ أَوْ يَشْتَكِي فَيَصْبِرُ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ أَلْفِ شَهِيدٍ ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي : وَاللهِ مَا كَانَ لِهَذَا ذِكْرٌ ، فَلَمَّا مَضَيْتُ وَكُنْتُ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ ، خَرَجَ بِي عِرْقُ الْمَدِينِيِّ فَلَقِيتُ مِنْهُ شِدَّةً ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلٍ حَجَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَقَدْ بَقِيَ مِنْ وَجَعِي بَقِيَّةٌ ، فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ عَوِّذْ رِجْلِي وَبَسَطْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ لِي : لَيْسَ عَلَى رِجْلِكَ هَذِهِ بَأْسٌ وَلَكِنْ أَرِنِي رِجْلَكَ الصَّحِيحَةَ فَبَسَطْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَوَّذَهَا فَلَمَّا خَرَجْتُ لَمْ أَلْبَثْ إِلَّا يَسِيراً حَتَّى خَرَجَ بِيَ الْعِرْقُ وَكَانَ وَجَعُهُ يَسِيراً

١٠۔ راوی کہتا ہے میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں اس زمانہ میں مذہب واقفیہ رکھتا تھا (یعنے اس کا عقیدہ تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی مہدیؑ موعود ہیں) میرے باپ نے امام موسیٰ کاظمؑ سے سات سوال کئے تھے چھ کے جواب تو انھوں نے دیئے ساتویں کے جواب سے رک گئے میں نے دل میں کہا۔ میں وہی مسئلے پوچھتا ہوں جو میرے باپ نے ان کے باپ سے پوچھے تھے اگر وہی جواب دیئے جو ان کے باپ نے دیا تھا تو ان کی امامت کی دلیل ہوگی پس سوال کیا۔ انھوں نے وہی جواب دیا جو میرے باپ کو ان کے باپ نے دیا تھا انھوں نے جواب میں ایک واؤ یا ایک ی کی بھی زیادتی نہ کی اور ساتویں سوال کے جواب میں رک گئے میرے باپ نے ان کے باپ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا میں بروز

قیامت پیش خدا احتجاج کروں گا کہ آپ کا گمان یہ ہے کہ عبداللہ بن جعفر امام نہیں ہیں حضرت نے اپنا ہاتھ اپنی گردن پہ رکھا اور فرمایا تم ایسا کرنا جو اس کا گناہ ہوگا وہ میری گردن پر۔ جب میں رخصت ہو کر چلا تو فرمایا۔ ہمارے شیعوں میں سے جو کوئی کسی مصیبت میں مبتلا ہوا اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزار شہیدوں کا اجر تحریر فرماتا ہے (یعنی امام مظلوم اور بے اختیار کے زمانہ میں جو شیعہ حکومت کے ظلم و جور پر صبر کرتے ہیں وہ اپنے عقیدہ پر ثابت قدم رہتے ہیں تو ان کے اعمال کا اجر ان لوگوں سے ہزار درجہ زیادہ ہوگا جو امام صاحب حکومت و دولت کے زمانہ میں ہوں گے)۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس بات کا کوئی ذکر تھا ہی نہیں، تو یہ حضرت نے کسی وجہ سے کہا ہے) جبکہ میں راستہ میں جا رہا تھا مجھے نارو کی بیماری لاحق ہو گئی (یہ بیماری اکثر ملکوں میں ہوتی ہے۔ ساق پا میں کسی جگہ ایک سوراخ سا ہو کر اس میں سے ایک سفید دھاگہ سا نمودار ہوتا ہے جو تھوڑا تھوڑا باہر آتا رہتا ہے اسے کاٹا نہیں جاتا۔ بلکہ کا غذ یا روئی کی بتی پر لپیٹتے رہتے ہیں) میرے اوپر اس کی بڑی شدت تھی اگلے سال جب میں حج کے لئے آیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری تکلیف باقی تھی میں نے حضرت سے بیان کر کے کہا آپ میرے لئے دعا کیجئے اور اپنا پیر آپ کے سامنے پھیلا دیا۔ فرمایا اس کا تو کوئی خوف نہیں صحیح پیر دکھاؤ۔ حضرت نے دعا کی۔ اب جو میں وہاں سے چلا تو نارو باہر آگیا اور تھوڑا سا درد باقی رہ گیا۔

١٠ ـ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ قِيَامَا الْوَاسِطِيِّ ـ وَكَانَ مِنَ الْوَاقِفَةِ ـ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عليه السلام فَقُلْتُ لَهُ: يَكُونُ إِمَامَانِ؟ قَالَ: لَا إِلَّا وَأَحَدُهُمَا صَامِتٌ، فَقُلْتُ لَهُ: هُوَ ذَا أَنْتَ لَيْسَ لَكَ صَامِتٌ ـ وَلَمْ يَكُنْ وُلِدَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ بَعْدُ ـ فَقَالَ لِي: وَاللَّهِ لَيَجْعَلَنَّ اللَّهُ مِنِّي مَا يُثْبِتُ بِهِ الْحَقَّ وَأَهْلَهُ وَيَمْحَقُ بِهِ الْبَاطِلَ وَأَهْلَهُ، فَوُلِدَ لَهُ بَعْدَ سَنَةٍ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام، فَقِيلَ لِابْنِ قِيَامَا: أَلَا تُقْنِعُكَ هَذِهِ الْآيَةُ؟ فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ إِنَّهَا لَآيَةٌ عَظِيمَةٌ وَلَكِنْ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فِي ابْنِهِ؟

۱۰۔ ابن قیاما مذہب واقفیہ رکھتا تھا اس نے بیان کیا کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی کیا ایک وقت میں دو امام ہوتے ہیں فرمایا ہاں۔ مگر ان میں ایک صامت ہوتا ہے یعنی اس کا حکم جاری نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کیا آپ امام ہیں۔ درآنحالیکہ آپ کے لئے امام صامت نہیں امام محمد تقی اس وقت تک پیدا نہیں ہوئے تھے مجھ سے حضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عطا کریگا مجھے ایک لڑکا۔ جو حق کو اور اس کے اہل کو ثابت و برقرار رکھے گا۔ اور باطل اور اہل باطل کو مٹا دے گا چنانچہ ایک سال بعد امام محمد تقی پیدا ہوئے۔ ابن قیاما سے لوگوں نے کہا کیا تم اس علامت امامت پر قانع نہ ہو گے اس نے کہا یہ آیت تو عظیم الشان ہے لیکن میں کیا کروں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق ہی فرمایا ہے۔

توضیح:۔ ابن قیامہ کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس کو کشی نے نقل کیا ہے بروایت یحییٰ بن القاسم کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ، منا ثمانیۃ محدثون سابعھم القائم (ہم میں محدث (جس سے فرشتہ کلام کرے) آٹھ ہیں (مع امام موسیٰ کاظمؑ سات اور ایک جناب فاطمہؑ) اور ان کا ساتواں قائم ہوگا) اس سے واقفیہ فرقہ والوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ امامت امام موسیٰ کاظم پر ختم ہوگئی اور مہدیٔ آخرالزماں وہی ہیں لیکن انھوں نے اس حدیث کا مطلب غلط سمجھا ہے اوّل تو اس حدیث کی صحت میں کلام ہے کیونکہ راوی شخص واحد ہے اور اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے مراد یہ ہے کہ رسول خدا صلعم سے لے کر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تک آٹھ محدث ہوئے ۔ ان کے ساتویں یعنی بہ سلسلہ محدثین امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں چنانچہ وہ اس وقت امر امامت پر فائز تھے اور یہ مسلم ہے کہ ہر امام اپنے وقت میں قائم آل محمدؐ ہوتا ہے یعنی دین اس سے قائم رہتا ہے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق نصوص جداگانہ ہیں ۔ پس واقفیہ کا سلسلۂ امامت کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر ختم کر دینا غلط ہے کیونکہ ان کے بعد کے آئمہ کے متعلق بکثرت احادیث موجود ہیں ۔

۱۲ ـ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْوَشَّاءِ قَالَ : أَتَيْتُ خُرَاسَانَ ـ وَأَنَا وَاقِفٌ ـ فَحَمَلْتُ مَعِي مَتَاعاً وَكَانَ مَعِي ثَوْبٌ وَشِيٌّ فِي بَعْضِ الرِّزَمِ وَلَمْ أَشْعُرْ بِهِ وَلَمْ أَعْرِفْ مَكَانَهُ ، فَلَمَّا قَدِمْتُ مَرْوَ وَنَزَلْتُ فِي بَعْضِ مَنَازِلِهَا لَمْ أَشْعُرْ إِلَّا وَرَجُلٌ مَدَنِيٌّ مِنْ بَعْضِ مُوَلَّدِيهَا ، فَقَالَ لِي : إِنَّ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام يَقُولُ لَكَ : ابْعَثْ إِلَيَّ الثَّوْبَ الْوَشِيَّ الَّذِي عِنْدَكَ قَالَ : فَقُلْتُ : وَمَنْ أَخْبَرَ أَبَا الْحَسَنِ بِقُدُومِي وَأَنَا قَدِمْتُ آنِفاً ؟ وَمَا عِنْدِي ثَوْبٌ وَشِيٌّ ! فَرَجَعَ إِلَيْهِ وَعَادَ إِلَيَّ ، فَقَالَ : يَقُولُ لَكَ : بَلَى هُوَ فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا وَرِزْمَتُهُ كَذَا وَكَذَا ، فَطَلَبْتُهُ حَيْثُ قَالَ ، فَوَجَدْتُهُ فِي أَسْفَلِ الرِّزْمَةِ ، فَبَعَثْتُ بِهِ إِلَيْهِ .

۱۲۔ راوی کہتا ہے میں خراسان میں آیا اور میں مذہب واقفیہ رکھتا تھا میرے ساتھ کچھ سامان تھا جس میں کچھ چھینٹ کی قسم کا کپڑا بھی تھا جس ، کا مجھے علم نہ تھا اور نہ یہ پتہ تھا کہ کس گٹھری میں ہے جب مقام مرو میں پہنچا تو ایک مکان میں اترا ایک شخص مدنی جو مرو کا رہنے والا باشندہ تھا میرے پاس آیا ۔

اور مجھ سے کہنے لگا امام رضا علیہ السلام نے کہا ہے کہ جو قلمکار کپڑا تیرے پاس ہے مجھے بھیج دے ، میں نے کہا میرے آنے کی خبر حضرت کو کیسے ہوئی ، حالانکہ میں ابھی آیا ہوں اور میرے پاس چھینٹ کی قسم کا کوئی کپڑا نہیں ، وہ لوٹ کر آیا اور کہنے لگا حضرت نے فرمایا ہے تیرے پاس ہے اور فلاں جگہ ہے اور وہاں گٹھری میں بندھا ہوا ہے میں نے تلاش کیا تو ایک گٹھری میں سب سے نیچے اسے پایا ۔ پس میں نے اس کو حضرت کے پاس بھیج دیا ۔

۱۳ ابْنُ فَضَّالٍ ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ : كُنْتُ وَاقِفاً وَحَجَجْتُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ ، فَلَمَّا صِرْتُ بِمَكَّةَ خَلَجَ فِي صَدْرِي شَيْءٌ ، فَتَعَلَّقْتُ بِالْمُلْتَزَمِ (۱۳) ثُمَّ قُلْتُ : اللّٰهُمَّ قَدْ عَلِمْتَ طِلْبَتِي وَإِرَادَتِي فَأَرْشِدْنِي إِلَى خَيْرِ الْأَدْيَانِ ، فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنْ آتِيَ الرِّضَا عليه السلام فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَوَقَفْتُ بِبَابِهِ وَقُلْتُ لِلْغُلَامِ : قُلْ لِمَوْلَاكَ : رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بِالْبَابِ ، قَالَ : فَسَمِعْتُ نِدَاءَهُ وَهُوَ يَقُولُ : ادْخُلْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُغِيرَةِ ادْخُلْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُغِيرَةِ ، فَدَخَلْتُ ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ قَالَ لِي : قَدْ أَجَابَ اللهُ دُعَاءَكَ وَهَدَاكَ لِدِينِهِ فَقُلْتُ : أَشْهَدُ أَنَّكَ حُجَّةُ اللهِ وَأَمِينُهُ عَلَى خَلْقِهِ

۱۳۔ عبداللہ بن مغیرہ کہتا ہے میں واقفیہ مذہب رکھتا تھا اسی حالت میں میں نے حج کیا۔ جب میں مکہ پہنچا تو اپنے مذہب کے بارے میں میرے دل کے اندر ایک شک پیدا ہوا پس میں مقام ملتزم (خانۂ کعبہ میں دروازہ اور رکن یمانی کے درمیان یہاں لباس کعبہ کو پکڑ کر لوگ دعا کرتے ہیں) میں آیا اور کعبہ کے پردہ کو پکڑ کر دعا کرنے لگا۔ خداوندا تو میری طلب اور میرے ارادہ کو جانتا ہے پس مجھے ہدایت کر بہترین دین کی طرف، میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس جاؤں پس میں مدینہ آیا اور حضرت کے دروازہ پر پہنچا۔ غلام سے کہا اپنے آقا سے کہہ دے، ایک شخص اہل عراق سے آیا ہے۔ میں نے حضرت کی آواز سنی، اے عبداللہ بن مغیرہ اندر آ۔ میں اندر آیا تو حضرت نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ خدا نے تجھے اپنے دین کی طرف ہدایت کی۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی حجت ہیں اور اس کی مخلوق پر اس کے امین ہیں۔

۱٤ ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ : كَانَ عَبْدُاللهِ بْنُ هُلَيْلٍ يَقُولُ بِعَبْدِ اللهِ فَصَارَ إِلَى الْعَسْكَرِ (۱) فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ سَبَبِ رُجُوعِهِ فَقَالَ : إِنِّي عَرَضْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَوَافَقَنِي فِي طَرِيقٍ ضَيِّقٍ ، فَمَالَ نَحْوِي حَتَّى إِذَا حَاذَانِي أَقْبَلَ نَحْوِي بِشَيْءٍ مِنْ فِيهِ ، فَوَقَعَ عَلَى صَدْرِي ، فَأَخَذْتُهُ فَإِذَا هُوَ رَقٌّ فِيهِ مَكْتُوبٌ : مَا كَانَ هُنَالِكَ وَلَا كَذٰلِكَ.

۱۴۔ راوی کہتا ہے عبداللہ بن ہلیل نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ افطح کی امامت کا قائل تھا وہ سامرہ گیا۔ وہاں سے آیا تو اپنے سابقہ عقیدے کو چھوڑ کر آیا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا میں نے اپنے آپ کو تیار کیا، امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کرنے پر۔ پس حضرت مجھے ایک تنگ راستہ پر مل گئے۔ جب میرے مقابل ہوئے۔
تو حضرت نے اپنے منہ سے کوئی چیز میری طرف پھینکی جو میرے سینے پر لگی وہ ایک جھلی تھی جس پر لکھا تھا وہ (عبداللہ افطح) نہ یہاں ہے اور نہ وہ امام ہے۔

١٥ - عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا ذَكَرَ اسْمَهُ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِاللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ : حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ زَيْدِبْنِ مُوسَى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالُوا : جَاءَتْ أُمُّ أَسْلَمَ يَوْماً إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَهُوَ فِي مَنْزِلِ أُمِّ سَلَمَةَ ، فَسَأَلَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ، فَقَالَتْ : خَرَجَ فِي بَعْضِ الْحَوَائِجِ وَ السَّاعَةَ يَجِيءُ ، فَانْتَظَرَتْهُ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ حَتَّى جَاءَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ، فَقَالَتْ أُمُّ أَسْلَمَ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ ! إِنِّي قَدْ قَرَأْتُ الْكُتُبَ وَعَلِمْتُ كُلَّ نَبِيٍّ وَوَصِيٍّ ، فَمُوسَى كَانَ لَهُ وَصِيٌّ فِي حَيَاتِهِ وَ وَصِيٌّ بَعْدَ مَوْتِهِ وَ كَذَلِكَ عِيسَى ، فَمَنْ وَصِيُّكَ يَا رَسُولَ اللهِ ؟ فَقَالَ لَهَا : يَا أُمَّ أَسْلَمَ ! وَصِيِّي فِي حَيَاتِي وَبَعْدَ مَمَاتِي وَاحِدٌ ، ثُمَّ قَالَ لَهَا : يَا أُمَّ أَسْلَمَ مَنْ فَعَلَ فِعْلِي هَذَا فَهُوَ وَصِيِّي ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى حَصَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَفَرَكَهَا بِإِصْبَعِهِ فَجَعَلَهَا شِبْهَ الدَّقِيقِ ، ثُمَّ عَجَنَهَا ، ثُمَّ طَبَعَهَا بِخَاتَمِهِ ، ثُمَّ قَالَ : مَنْ فَعَلَ فِعْلِي هَذَا فَهُوَ وَصِيِّي فِي حَيَاتِي وَ بَعْدَ مَمَاتِي ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ ، فَأَتَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَقُلْتُ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَنْتَ وَصِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ يَا أُمَّ أَسْلَمَ ! ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى حَصَاةٍ فَفَرَكَهَا فَجَعَلَهَا كَهَيْئَةِ الدَّقِيقِ ، ثُمَّ عَجَنَهَا وَخَتَمَهَا بِخَاتَمِهِ ، ثُمَّ قَالَ : يَا أُمَّ أَسْلَمَ ! مَنْ فَعَلَ فِعْلِي هَذَا فَهُوَ وَصِيِّي فَأَتَيْتُ الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ غُلَامٌ فَقُلْتُ لَهُ : يَا سَيِّدِي! أَنْتَ وَصِيُّ أَبِيكَ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ يَا أُمَّ أَسْلَمَ ، وَضَرَبَ بِيَدِهِ وَأَخَذَ حَصَاةً فَفَعَلَ بِهَا كَفِعْلِهِمَا ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَأَتَيْتُ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - وَإِنِّي لَمُسْتَصْغِرَةٌ لِسِنِّهِ - فَقُلْتُ لَهُ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ، أَنْتَ وَصِيُّ أَخِيكَ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ يَا أُمَّ أَسْلَمَ ، ائْتِينِي بِحَصَاةٍ ، ثُمَّ فَعَلَ كَفِعْلِهِمْ ، فَعَمَرَتْ أُمُّ أَسْلَمَ حَتَّى لَحِقَتْ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مُنْصَرَفِهِ ، فَسَأَلَتْهُ أَنْتَ وَصِيُّ أَبِيكَ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ ، ثُمَّ فَعَلَ كَفِعْلِهِمْ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ،

۱۵ - راوی کہتا ہے کہ ام اسلم ایک روز رسول اللہ صلعم کے پاس آئی جبکہ آپؐ کی باری خانۂ اُم سلمہ میں تھی ان سے آنحضرت کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے کہا کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے ہیں ابھی آتے جاتے ہیں اس نے انتظار کیا۔ حضرت تشریف لے آئے۔ام اسلم نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ میں نے آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے مجھے معلوم ہے ہر نبی و وصی کے متعلق، موسیٰؑ کے وصی زندگی میں ہارون تھے اور مرنے کے بعد یوشع ہوئے ایسے ہی عیسیٰؑ کے وصی ہوئے۔ پس یا رسول اللہ آپ کے وصی کون ہوئے فرمایا میرا وصی میری زندگی میں اور میرے مرنے کے بعد ایک ہی ہے اے اُم اسلم ،

جو کوئی میرا ایسا کام کر کے دکھائے وہی میرا وصی ہے پھر آپ نے زمین پر سے ایک سنگ ریزہ اٹھایا اور اسے اپنی چٹکی میں لے کر دبایا اور آٹے کی طرح باریک کر دیا پھر اسے گوندھا اور اس پر اپنی انگوٹھی سے مہر لگا کر فرمایا جو کوئی میری طرح ایسا کام کرے وہی میرا وصی ہے میری زندگی میں اور میرے مرنے کے بعد۔

پھر میں حضرت کے پاس سے چلی آئی۔ امیرالمومنین کی خدمت میں آئی اور ان سے کہا کیا آپ وصی رسولؐ ہیں فرمایا ہاں پھر آپؑ نے ایک سنگ ریزہ لے کر اسے چٹکی سے آٹے کی طرح باریک کیا پھر اسے گوندھا اور اپنی انگوٹھی سے اس پر مہر لگا دی اور مجھ سے کہا جو کوئی میری طرح ایسا کرے وہ میرا وصی ہے پھر میں امام حسنؑ کے پاس آئی۔ وہ لڑکے تھے میں نے کہا کیا آپ اپنے باپ کے وصی ہیں فرمایا۔ ہاں اے ام اسلم، پھر انھوں نے کنکری اٹھا کر ویسا ہی کیا جیسا حضرت رسول خدا اور حضرت علی نے کیا تھا۔

میں وہاں سے امام حسین کے پاس آئی۔ وہ بہت ہی صغیر السن تھے میں نے کہا کیا آپ اپنے بھائی کے وصی ہیں فرمایا ہاں اے ام اسلم کنکری لا۔ پس انھوں نے بھی وہی کر کے دکھایا۔ ام اسلم کی عمر اتنی زیادہ ہوئی کہ وہ حضرت علی بن الحسین سے ملی مدینہ واپس آنے کے بعد ان سے کہا۔ کیا آپ اپنے باپ کے وصی ہیں فرمایا ہاں اور انھوں نے وہی کر کے دکھایا۔ اللہ کا درود و سلام ہو ان پر۔

١٦ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْجَارُودِ، عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرِ بْنِ دَابٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ دَخَلَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ (ع) وَمَعَهُ كُتُبٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، يَدْعُونَهُ فِيهَا إِلَى أَنْفُسِهِمْ وَيُخْبِرُونَهُ بِاجْتِمَاعِهِمْ وَيَأْمُرُونَهُ بِالْخُرُوجِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع): هَذِهِ الْكُتُبُ ابْتِدَاءٌ مِنْهُمْ أَوْ جَوَابُ مَا كَتَبْتَ بِهِ إِلَيْهِمْ وَدَعَوْتَهُمْ إِلَيْهِ؟ فَقَالَ: بَلِ ابْتِدَاءٌ مِنَ الْقَوْمِ لِمَعْرِفَتِهِمْ بِحَقِّنَا وَبِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلِمَا يَجِدُونَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ وُجُوبِ مَوَدَّتِنَا وَفَرْضِ طَاعَتِنَا وَلِمَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الضِّيقِ وَالضَّنْكِ وَالْبَلَاءِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع): إِنَّ الطَّاعَةَ مَفْرُوضَةٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّةٌ أَمْضَاهَا فِي الْأَوَّلِينَ وَكَذَلِكَ يُجْرِيهَا فِي الْآخِرِينَ وَالطَّاعَةُ لِوَاحِدٍ مِنَّا وَالْمَوَدَّةُ لِلْجَمِيعِ، وَأَمْرُ اللَّهِ يَجْرِي لِأَوْلِيَائِهِ بِحُكْمٍ مَوْصُولٍ وَقَضَاءٍ مَفْصُولٍ وَحَتْمٍ مَقْضِيٍّ وَقَدَرٍ مَقْدُورٍ وَأَجَلٍ مُسَمًّى لِوَقْتٍ مَعْلُومٍ، فَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئاً، فَلَا تَعْجَلْ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَعْجَلُ لِعَجَلَةِ الْعِبَادِ وَلَا تَسْبِقَنَّ اللَّهَ فَتُعْجِزَكَ الْبَلِيَّةُ فَتَصْرَعَكَ. قَالَ: فَغَضِبَ زَيْدٌ عِنْدَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: لَيْسَ الْإِمَامُ مِنَّا مَنْ جَلَسَ فِي بَيْتِهِ وَأَرْخَى سِتْرَهُ وَثَبَّطَ عَنِ الْجِهَادِ وَلَكِنَّ الْإِمَامَ مِنَّا مَنْ مَنَعَ حَوْزَتَهُ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَذَبَّ عَنْ حَرِيمِهِ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام : هَلْ تَعْرِفُ يَا أَخِي مِنْ نَفْسِكَ شَيْئاً مِمَّا تَنْسِبُهَا إِلَيْهِ فَتَجِيءُ عَلَيْهِ
بِشَاهِدٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ أَوْ حُجَّةٍ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَوْ تَضْرِبُ بِهِ مَثَلاً ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَحَلَّ
حَلَالاً وَحَرَّمَ حَرَاماً وَفَرَضَ فَرَائِضَ وَضَرَبَ أَمْثَالاً وَسَنَّ سُنَناً وَلَمْ يَجْعَلِ الْإِمَامَ الْقَائِمَ بِأَمْرِهِ فِي شُبْهَةٍ
فِيمَا فَرَضَ لَهُ مِنَ الطَّاعَةِ أَنْ يَسْبِقَهُ بِأَمْرٍ قَبْلَ مَحَلِّهِ أَوْ يُجَاهِدَ فِيهِ قَبْلَ حُلُولِهِ . وَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ
وَجَلَّ فِي الصَّيْدِ . «لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ» أَفَقَتْلُ الصَّيْدِ أَعْظَمُ أَمْ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ . مائدہ ٥/٢
وَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ مَحَلّاً وَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ : «وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا» وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : «لَا تُحِلُّوا
شَعَائِرَ اللهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ» فَجَعَلَ الشُّهُورَ عِدَّةً مَعْلُومَةً . فَجَعَلَ مِنْهَا أَرْبَعَةً حُرُماً وَقَالَ : توبہ
«فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللهِ» ، ثُمَّ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : «فَإِذَا انْسَلَخَ ٩/٢
الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ» فَجَعَلَ لِذَلِكَ مَحَلّاً وَقَالَ : «وَلَا تَعْزِمُوا توبہ ٩/٥
عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ» فَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ أَجَلاً وَ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَاباً .

فَإِنْ كُنْتَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكَ وَيَقِينٍ مِنْ أَمْرِكَ وَتِبْيَانٍ مِنْ شَأْنِكَ ، فَشَأْنَكَ وَ إِلَّا فَلَا تَرُومَنَّ
أَمْراً أَنْتَ مِنْهُ فِي شَكٍّ وَ شُبْهَةٍ وَلَا تَتَعَاطَ زَوَالَ مُلْكٍ لَمْ تَنْقَضِ أُكُلُهُ وَلَمْ يَنْقَطِعْ مَدَاهُ وَلَمْ
يَبْلُغِ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ، فَلَوْ قَدْ بَلَغَ مَدَاهُ وَانْقَطَعَ أُكُلُهُ وَ بَلَغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ لَانْقَطَعَ الْفَصْلُ وَتَتَابَعَ
النِّظَامُ وَلَأَعْقَبَ اللهُ فِي التَّابِعِ وَالْمَتْبُوعِ الذُّلَّ وَالصَّغَارَ ، أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ إِمَامٍ ضَلَّ عَنْ وَقْتِهِ فَكَانَ
التَّابِعُ فِيهِ أَعْلَمَ مِنَ الْمَتْبُوعِ ، أَتُرِيدُ يَا أَخِي ! أَنْ تُحْيِيَ مِلَّةَ قَوْمٍ قَدْ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللهِ وَ عَصَوْا
رَسُولَهُ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللهِ وَادَّعَوُا الْخِلَافَةَ بِلَا بُرْهَانٍ مِنَ اللهِ وَلَا عَهْدٍ مِنْ رَسُولِهِ ؟!
أُعِيذُكَ بِاللهِ يَا أَخِي ! أَنْ تَكُونَ غَداً الْمَصْلُوبَ بِالْكُنَاسَةِ ، ثُمَّ ارْفَضَّتْ عَيْنَاهُ وَ سَالَتْ دُمُوعُهُ ، ثُمَّ
قَالَ : اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَنْ هَتَكَ سِتْرَنَا وَجَحَدَنَا حَقَّنَا وَأَفْشَى سِرَّنَا وَ نَسَبَنَا إِلَى غَيْرِ جَدِّنَا وَ قَالَ فِينَا
مَالَمْ نَقُلْهُ فِي أَنْفُسِنَا .

١٦۔ زید بن علی ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس اہلِ کوفہ کے کچھ خطوط لے کر آئے۔ جس میں انھوں
نے زید کو اپنی طرف آنے کی دعوت دی تھی اور لکھا تھا کہ لوگ ان کی مدد کے لئے جمع ہیں اور خروج کرنے کی ترغیب
دی تھی امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ان خطوط کی ابتداء انھوں نے کی ہے یا تم نے جو لکھا تھا اور ان کو اپنی طرف بلایا تھا یہ اس کا
جواب ہے انھوں نے کہا اس کی ابتدا انھوں نے ہی کی ہے ہمارے حق کو اور رسول اللہ سے ہماری قرابت کو پہچانتے ہوئے
اور اس لئے کہ انھوں نے کتاب خدا میں ہماری مودت کے وجوب کو اور ہماری اطاعت کو فرض پایا اور اس لئے کہ انھوں

نے ہماری پریشاں حالی، تنگدستی اور حکومت کے مظالم کو دیکھا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اطاعت تو اللہ کی طرف سے فرض کی ہوئی ہے اور یہ وہ طریقہ ہے کہ جو اوّلین کے لئے تھا اور یہی آخرین کے لئے ہے اور اطاعت تو ہم میں سے صرف ایک کے لئے ہے البتہ مودت سب کے لئے ہے اور امرِ خدا جاری ہوتا ہے اس کے اولیاء میں بالاتصال حکم کے ساتھ (حضرت علیؑ سے بارہویں امام تک) اور یہ کہ ان کی طرف رجوع فیصل شدہ ہے اور ایک یقینی امر ہے اور ایک وقت معلوم تک اس کی مدت معین ہے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ جو خدا کی ربوبیت پر یقین نہیں رکھتے تمہیں بے وقوف بنائیں (چونکہ تم امام منصوص اللہ نہ ہونے ہوئے خروج کا ارادہ رکھتے ہو لہذا) یہ لوگ تم کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتے پس جلدی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی جلدی کرنے پر جلدی نہیں کرتا۔ اور تم اللہ پر سبقت نہ کرو ورنہ مصیبت تم کو عاجز بنا دے گی اور گرا دے گی یہ سن کر زید کو غصہ آیا اور کہنے لگے وہ امام نہیں ہو سکتا جو گھر میں پردے چھوڑ کر بیٹھے اور جہاد فی سبیل اللہ سے کنارہ کش ہو بلکہ امام وہ ہے جو حدود اسلام سے دشمنوں کو روکے اللہ کی راہ میں ڈٹ کر جہاد کرے اور رعیت سے ظالموں کو دفع کرے اور اپنے حرم کی حفاظت کرے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اے بھائی جس چیز (امامت) کی طرف تم اپنے کو نسبت دے رہے ہو اس کے متعلق کوئی گواہی تمہارے پاس کتاب خدا سے یا طریقۂ رسولؐ سے ہے یا زمانہ سابق کی کوئی مثال ایسی دے سکتے ہو جس سے معلوم ہو کہ تلوار چلائے بغیر کوئی امام نہیں ہوتا یا علوم دین سے جاہل امام ہو سکتا ہے خدا نے بعض چیزوں کو حلال کیا ہے۔ بعض کو حرام، اسی نے فرائض بتائے ہیں اسی نے مثالیں قائم کی ہیں اور طریقے بنائے ہیں ہم کو ان امور میں دخل نہیں کہ وہ اپنی طرف سے جو چاہیں کر لیں) خدا نے اپنے امر پر قائم رہنے والا کوئی امام ایسا نہیں بنایا جو طاعت کے فرائض میں شک و شبہ رکھتا ہو اور وہ کسی امر میں وقت سے پہلے سبقت کرنے لگے اور جہاد کا وقت آنے سے پہلے جہاد پر تیار ہو جائے۔

خدا نے فرمایا ہے کہ احرام کی حالت میں شکار نہ کرو، تو آیا شکار کا قتل زیادہ بڑا ہے یا اس نفس انسانی کا جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے اور قتل حرام قرار دیا ہے (یعنے ناوقت جب خدا نے شکار کرنے کی اجازت نہیں دی تو آدمیوں کے قتل کا تو ذکر ہی کیا۔

ہر شئے کا ایک محل ہوتا ہے فرماتا ہے جب تم احرام کھول دو تو شکار کر لو پہلے جس کی ممانعت تھی اب اس کی اجازت ہو گئی) اور خدا نے فرمایا کہ ترک نہ کرو حرمت کو صاحب احترام مقاماتؑ کی اور نہ حرمت والے مہینوں کی۔ (شوال، ذیقعد، ذالحجہ اور محرم) خدا نے بارہ مہینے رکھے ہیں ان میں چار کو صاحب حرمت قرار دیا ہے ان میں جنگ کرنے سے منع کیا ہے) اور فرمایا کہ ان چار مہینوں میں روئے زمین کی سیر کرو اور یہ سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں۔

پھر اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا۔ جب یہ حرمت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

مطلب یہ ہے کہ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اے زید، تم بے موقع بے حکم خدا کے جہاد کے لئے کھڑے ہو رہے ہو۔ خدا نے قتل مشرکین کا ایک وقت معین فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ عدہ وفات میں عورت سے عقد نہ کرو جب تک اس کی مدت ختم نہ ہو جائے پس خدا نے ہر شے کے لئے ایک محل قرار دیا ہے اور ہر امر کے لئے ایک مدت ہے

پس اگر تمہارے پاس اپنے اس ارادہ کے متعلق خدا کی طرف سے کوئی دلیل ہے اور تمہیں اس امر میں اپنی صداقت کا یقین ہے اور تمہارا معاملہ واضح ہے تو ٹھیک ہے جو کرنا چاہتے ہو کرو، ورنہ ایسے امر کا قصد نہ کرو۔ اور اس سلطنت کو ختم کرنے کی کوشش نہ کرو جن کا نصیب ابھی دنیا سے ختم نہ ہوا (یعنی سلطنت بنی اُمیہ) اور ان کی مدت حکومت ابھی آخر نہیں ہوئی اور ان کے زوال کا وقت ابھی نہیں آیا۔ پس جب ان کی مدت ختم ہو جائے گی اور دنیا سے ان کا رزق اُٹھ جائے گا اور مدت سلطنت اپنے آخری نقطہ پر پہنچ جائے گی اور یہ ان کی فضیلت اور باقاعدہ انتظام کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور رعیت اور بادشاہ دونوں کو اللہ ذلت و حقارت میں مبتلا کرے گا۔

میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے اس امام کے بارے میں جو وقتی ضرورت کو نہیں سمجھتا اور جو اتنا جاہل ہو کہ اس کی رعایا اپنے بادشاہ سے زیادہ عالم ہو۔ اے بھائی کیا تم زندہ کرنا چاہتے ہو ان لوگوں کے طریقہ حکومت کو جنھوں نے آیات خدا کا انکار کیا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی اور بغیر خدا کی ہدایت کے اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور دعویٰ خلافت کیا بغیر کسی خدائی دلیل کے اور بغیر حکم رسولؐ کے۔ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس امر میں کہ اے بھائی کل تم کو سولی دی جائے کناسہ میں، یہ فرما کر آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور آنسو جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا اللہ ہی فیصلہ کرنے والا ہے ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان جنھوں نے ہماری پردہ دری کی اور ہمارے حق سے انکار کیا اور ہمارے بھید کا افشا کیا اور نسبت دی ہم کو ہمارے جد کے غیر سے اور ہمارے بارے میں ان باتوں کو بیان کیا جو ہمارے دل میں نہ تھیں۔

١٧ـ بَعْضُ أَصْحابِنا، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ رَنْجَوَيْهِ ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَكَمِ الأَرْمَنِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ إِبْراهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَعْفَرِيِّ قالَ : أَتَيْنا خَدِيجَةَ بِنْتَ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طالِبٍ عليهم السلام نُعَزِّيها بِابْنِ بِنْتِها ، فَوَجَدْنا عِنْدَها مُوسَى بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ ، فَإِذا هُوَ فِي ناحِيَةٍ قَرِيباً مِنَ النِّساءِ ، فَعَزَّيْناها ، ثُمَّ أَقْبَلْنا عَلَيْهِ فَإِذا هُوَ يَقُولُ لِابْنَةِ أَبِي يَشْكُرَ الرّاثِيَةِ : قُولِي[1] فَقالَتْ :

أُعْدُدْ رَسُولَ اللهِ وَاعْدُدْ بَعْدَهُ ... أَسَدَ الإِلٰهِ وَثالِثاً عَبّاسا

وَاعْدُدْ عَلِيَّ الْخَيْرِ وَاعْدُدْ جَعْفَراً ... وَاعْدُدْ عَقِيلاً بَعْدَهُ الرُّؤَّاسا

فَقالَ : أَحْسَنْتِ وَأَطْرَبْتِنِي ، زِيدِينِي ، فَانْدَفَعَتْ تَقُولُ :

وَمِنَّا إِمَامُ الْمُتَّقِينَ مُحَمَّدٌ　　وَحَمْزَةُ مِنَّا وَالْمُهَذَّبُ جَعْفَرُ
وَمِنَّا عَلِيٌّ صِهْرُهُ وَابْنُ عَمِّهِ　　وَفَارِسُهُ ذَاكَ الْإِمَامُ الْمُطَهَّرُ

فأقمنا عندها حتّى كاد اللّيل أن يجيء، ثمّ قالت خديجة: سمعت عمّي محمّد بن عليّ صلوات الله عليه وهو يقول: إنّما تحتاج المرأة في المأتم إلى النّوح لتسيل دمعتها ولا ينبغي لها أن تقول هجراً، فإذا جاء اللّيل فلا تؤذي الملائكة بالنّوح، ثمّ خرجنا فغدونا إليها غدوة فتذاكرنا عندها اختزال منزلها من دار أبي عبدالله جعفر بن محمّد عليهما السلام فقال[3]: هذه دار تسمّى دار السّرقة، فقالت: هذا ما اصطفى مهديّنا ـ تعني محمّد بن عبدالله بن الحسن ـ تمازحه بذلك ـ فقال موسى بن عبدالله: والله لأخبرنّكم بالعجب، رأيت أبي رحمه الله لمّا أخذ في أمر محمّد بن عبدالله وأجمع على لقاء أصحابه، فقال: لا أجد هذا الأمر يستقيم إلّا أن ألقى أبا عبدالله جعفر بن محمّد عليهما السلام فانطلق وهو متّكئ عليّ فانطلقت معه حتّى أتينا أبا عبدالله عليه السلام.

فلقيناه خارجاً يريد المسجد فاستوقفه أبي وكلّمه، فقال له أبو عبدالله عليه السلام: ليس هذا موضع ذلك، نلتقي إن شاء الله؛ فرجع أبي مسروراً، ثمّ أقام حتّى إذا كان الغد أو بعده بيوم، انطلقنا حتّى أتيناه، فدخل عليه أبي وأنا معه فابتدأ الكلام، ثمّ قال له فيما يقول: قد علمت جعلت فداك أنّ السّنّ لي عليك وأنّ في قومك من هو أسنّ منك ولكنّ الله عزّ وجلّ قد قدّم لك فضلاً ليس هو لأحد من قومك وقد جئتك معتمداً لما أعلم من برّك، واعلم ـ فديتك ـ أنّك إذا أجبتني لم يتخلّف عنّي أحد من أصحابك ولم يختلف عليّ اثنان من قريش ولا غيرهم، فقال له أبو عبدالله عليه السلام: إنّك تجد غيري أطوع لك منّي ولا حاجة لك فيّ، فوالله إنّك لتعلم أنّي أريد البادية أو أهمّ بها، فأثقل عنها وأريد الحجّ فما أدركه إلّا بعد كدّ وتعب ومشقّة على نفسي، فاطلب غيري وسله ذلك ولا تعلمهم أنّك جئتني، فقال له: إنّ النّاس مادّون أعناقهم إليك وإن أجبتني لم يتخلّف عنّي أحد ولك أن لا تكلّف قتالاً ولا مكروهاً، قال: وهجم علينا ناس فدخلوا وقطعوا كلامنا، فقال أبي: جعلت فداك ما تقول؟ فقال: نلتقي إن شاء الله، فقال: أليس على ما أحبّ؟ فقال: على ما تحبّ إن شاء الله من إصلاحك.

ثمّ انصرف حتّى جاء البيت، فبعث رسولاً إلى محمّد في جبل بجهينة، يقال له: الأشقر على ليلتين من المدينة، فبشّره وأعلمه أنّه قد ظفر له بوجه حاجته وما طلب، ثمّ عاد بعد

ثلاثة أيّام ، فوقفنا بالباب ولم يكن يُحجب إذا جئنا ، فأبطأ الرّسول ، ثمّ أذن لنا ، فدخلنا عليه فجلست في ناحية الحجرة ، ودنا أبي إليه فقبّل رأسه ، ثمّ قال : جعلت فداك قد عدت إليك راجياً مؤمّلاً ، قد انبسط رجائي وأملي ورجوت الدّرك لحاجتي ، فقال له أبو عبدالله (عليه السلام) : يا ابن عمّ إنّي أُعيذك بالله من التعرّض لهذا الأمر ، الّذي أمسيت فيه ، وإنّي لخائف عليك أن يُكسبك شرّاً ، فجرى الكلام بينهما ، حتّى أفضى إلى مالم يكن يريد وكان من قوله : بأيّ شيء كان الحسين أحقّ بها من الحسن ؟ فقال أبو عبدالله (عليه السلام) : رحم الله الحسن ورحم الحسين وكيف ذكرت هذا ؟ قال : لأنّ الحسين (عليه السلام) كان ينبغي له إذا عدل أن يجعلها في الأسنّ من ولد الحسن ، فقال أبو عبدالله (عليه السلام) : إنّ الله تبارك وتعالى لمّا أن أوحى إلى محمّد (صلى الله عليه وآله) أوحى إليه بما شاء ، ولم يؤامر أحداً من خلقه وأمر محمّد (صلى الله عليه وآله) عليّاً (عليه السلام) بما شاء ، ففعل ما أُمر به ولسنا نقول فيه إلّا ما قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) من تبجيله وتصديقه ، فلو كان أمر الحسين أن يصيّرها في الأسنّ أو ينقلها في ولدهما ـ يعني الوصيّة ـ لفعل ذلك الحسين (عليه السلام) وما هو بالمتّهم عندنا في الذّخيرة لنفسه ، ولقد ولّى وترك ذلك ولكنّه مضى لما أُمر به وهو جدّك وعمّك ، فإن قلت خيراً فما أولاك به وإن قلت هجراً فيغفر الله لك ، أطعني يا ابن عمّ واسمع كلامي ، فوالله الّذي لا إله إلّا هو لا آلوك نصحاً وحرصاً فكيف ولا أراك تفعل ، وما لأمر الله من مردّ .

فسرّ أبي عند ذلك ، فقال له أبو عبدالله : والله إنّك لتعلم أنّه الأحول الأكشف الأخضر المقتول بسدّة أشجع ، عند بطن مسيلها ، فقال أبي : ليس هو ذلك والله ليحاربنّ[1] باليوم يوماً و بالسّاعة ساعة وبالسّنة سنة وليقومنّ بثأر بني أبي طالب جميعاً ، فقال له أبو عبدالله (عليه السلام) : يغفر الله لك ما أخوفني أن يكون هذا البيت يلحق صاحبنا :

«منّتك نفسك في الخلاء ضلالا»

لا والله لا يملك أكثر من حيطان المدينة ولا يبلغ عمله الطّائف إذا أحفل ـ يعني إذا أجهد نفسه ـ وما للأمر من بدّ أن يقع ، فاتّق الله وارحم نفسك وبني أبيك ، فوالله إنّي لأراه أشأم[2] سلحة أخرجتها أصلاب الرّجال إلى أرحام النّساء والله إنّه المقتول بسدّة أشجع بين دورها والله لكأنّي به صريعاً مسلوباً بزّته بين رجليه لبنة ولا ينفع هذا الغلام ما يسمع ـ قال موسى بن عبدالله ـ يعنيني ـ وليخرجنّ معه فيهزم ويقتل صاحبه ، ثمّ يمضي فيخرج معه راية أُخرى ،

فَيُقْتَلُ كَبْشُهَا وَ يَتَفَرَّقُ جَيْشُهَا ، فَإِنْ أَطَاعَنِي فَلْيَطْلُبِ الْأَمَانَ عِنْدَ ذٰلِكَ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ حَتَّى يَأْتِيَهُ اللّٰهُ بِالْفَرَجِ .

وَلَقَدْ عَلِمْتَ بِأَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَتِمُّ وَأَنَّكَ لَتَعْلَمُ وَنَعْلَمُ أَنَّ ابْنَكَ ، الْأَحْوَلُ الْأَخْضَرُ الْأَكْشَفُ الْمَقْتُولُ بِسُدَّةِ أَشْجَعَ بَيْنَ دُورِهَا عِنْدَ بَطْنِ مَسِيلِهَا ، فَقَامَ أَبِي وَهُوَ يَقُولُ : بَلْ يُغْنِي اللّٰهُ عَنْكَ وَلَتَعُودَنَّ أَوْ لَيَفِيَ اللّٰهُ بِكَ وَبِغَيْرِكَ ؛ وَمَا أَرَدْتَ بِهٰذَا إِلَّا امْتِنَاعَ غَيْرِكَ وَ أَنْ تَكُونَ ذَرِيعَتَهُمْ إِلَى ذٰلِكَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام : اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا أُرِيدُ إِلَّا نُصْحَكَ وَرُشْدَكَ وَ مَا عَلَيَّ إِلَّا الْجُهْدُ

فَقَامَ أَبِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ مُغْضَباً فَلَحِقَهُ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام ، فَقَالَ لَهُ : أُخْبِرُكَ أَنِّي سَمِعْتُ عَمَّكَ ـ وَهُوَ خَالُكَ ـ يَذْكُرُ أَنَّكَ وَبَنِي أَبِيكَ سَتُقْتَلُونَ ، فَإِنْ أَطَعْتَنِي وَرَأَيْتَ أَنْ تَدْفَعَ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَافْعَلْ ، فَوَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالُ عَلَى خَلْقِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي فَدَيْتُكَ بِوُلْدِي وَبِأَحَبِّهِمْ إِلَيَّ وَبِأَحَبِّ أَهْلِ بَيْتِي إِلَيَّ ، وَمَا يَعْدِلُكَ عِنْدِي شَيْءٌ فَلَا تَرَى أَنِّي غَشَشْتُكَ .

فَخَرَجَ أَبِي مِنْ عِنْدِهِ مُغْضَباً أَسِفاً ، قَالَ : فَمَا أَقَمْنَا بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَّا قَلِيلاً ـ عِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ نَحْوَهَا ـ حَتَّى قَدِمَتْ رُسُلُ أَبِي جَعْفَرٍ فَأَخَذُوا أَبِي وَعُمُومَتِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَسَنٍ وَحَسَنَ بْنَ حَسَنٍ وَإِبْرَاهِيمَ بْنَ حَسَنٍ وَدَاوُدَ بْنَ حَسَنٍ وَعَلِيَّ بْنَ حَسَنٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ بْنِ حَسَنٍ وَعَلِيَّ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَسَنٍ وَحَسَنَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ حَسَنٍ ، وَطَبَاطَبَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَسَنٍ ، وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ دَاوُدَ ، قَالَ : فَصُفِّدُوا فِي الْحَدِيدِ ، ثُمَّ حُمِلُوا فِي مَحَامِلَ أَعْرَاءٍ لَا وِطَاءَ فِيهَا وَوُقِفُوا بِالْمُصَلَّى لِكَيْ يُشْمِتَهُمُ النَّاسُ ، قَالَ : فَكَفَّ النَّاسُ عَنْهُمْ وَرَقُّوا لَهُمْ لِلْحَالِ الَّتِي هُمْ فِيهَا ، ثُمَّ انْطَلَقُوا بِهِمْ حَتَّى وُقِفُوا عِنْدَ بَابِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجَعْفَرِيُّ : فَحَدَّثَتْنَا خَدِيجَةُ بِنْتُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ : أَنَّهُمْ لَمَّا أُوقِفُوا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ـ الْبَابِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ بَابُ جَبْرَئِيلَ ـ أَطْلَعَ عَلَيْهِمْ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام وَعَامَّةُ رِدَائِهِ مَطْرُوحٌ بِالْأَرْضِ ، ثُمَّ أَطْلَعَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ : لَعَنَكُمُ اللّٰهُ يَا مَعَاشِرَ الْأَنْصَارِ ـ ثَلَاثاً ـ مَا عَلَى هٰذَا عَاهَدْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بَايَعْتُمُوهُ ، أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ حَرِيصاً وَلٰكِنِّي غُلِبْتُ وَلَيْسَ لِلْقَضَاءِ مَدْفَعٌ ، ثُمَّ قَامَ وَأَخَذَ إِحْدَى نَعْلَيْهِ فَأَدْخَلَهَا رِجْلَهُ وَالْأُخْرَى فِي يَدِهِ وَعَامَّةُ رِدَائِهِ يَجُرُّهُ فِي الْأَرْضِ ، ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهُ فَحُمَّ عِشْرِينَ لَيْلَةً ، لَمْ يَزَلْ يَبْكِي فِيهَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ حَتَّى خِفْنَا عَلَيْهِ ، فَهٰذَا

حَدِيثُ خَدِيجَةَ.

۷۔ راوی کہتا ہے کہ ہم حضرت علی بن الحسینؑ کی پوتی خدیجہ کے پاس ان کی بھانجی کی تعزیت کے لئے آئے۔ ہم نے ان کے پاس عبداللہ ابن الحسین علیہ السلام کے فرزند موسیٰ کو دیکھا۔ جو عورتوں کے قریب ایک گوشہ میں بیٹھے تھے ہم نے تعزیت کی گھروالوں سے، پھر ہم موسیٰ کے پاس آئے انھوں نے دختر ابی لشکر سے جو مرثیہ گو تھی، کہا مرثیہ پڑھو۔ اس نے یہ شعر پڑھے۔

گنو مرنے والوں کو رسول اللہ، حمزہ عباس ۔۔ علیؑ جو خیبر پہ تھے، پھر جعفر پھر عقیل پھر آئمہ اہلبیت

موسیٰ نے کہا تو نے خوب شعر پڑھے اور ہم کو خوش کیا اور پڑھو اس نے دو شعر اور پڑھے

ہم ہی میں متقیوں کے امام محمدؐ تھے اور ہم میں حمزہ تھے اور مہذب جعفر، ہم میں علیؑ تھے رسولؐ کے داماد پاک و پاکیزہ۔

ہم ان کے پاس رات آنے تک ٹھہرے، خدیجہ نے کہا میں نے اپنے چچا محمد بن علی علیہ السلام سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے عورتوں کو ماتم میں نوحہ کی ضرورت ہے تاکہ وہ روئیں نہ کہ طرب میں لانے والے اشعار کی اور جب رات آئے تو ملائکہ کو ایسے نوحہ گر اشعار) اذیت نہ دو۔

پھر ہم وہاں سے نکل آئے اور صبح ہی پھر خدیجہ کے پاس آئے۔ ہم نے ان سے ذکر کیا امام جعفر صادق علیہ السلام کا مکان چھوڑ کر اس مکان میں آنے کا۔ موسیٰ نے کہا یہ دار السرقہ یعنی چرایا ہوا گھر ہے۔ خدیجہ نے کہا کہ یہ سب کیا کرایا ہے ہمارے مہدی صاحب کا یعنی محمد بن عبداللہ بن الحسن کا جو اپنے آپ کو مہدی بنائے ہوئے تھے یہ جواب تھا مزاحیہ؟ بات کا۔

(امام جعفر صادق علیہ السلام جس گھر میں رہتے تھے یہ گھر اس کا ایک جزو تھا۔ عبداللہ محض کے فرزند محمد نے جو مدعی مہدویت تھے عدالت دیوانی سے اس مکان کو امام کے مکان سے جدا کرالیا اور خدیجہ کو عاریتاً رہنے کے لئے دے دیا تھا۔

موسیٰ بن عبداللہ نے کہا۔ میں تم کو ایک عجیب بات سناتا ہوں۔ جب میرے باپ نے محمد بن عبداللہ کی امامت کے معاملے کو اٹھایا تو اپنے اصحاب کو جمع کرکے فرمایا۔ اس معاملے میں بغیر امام جعفر صادق علیہ السلام کے میرے لئے کامیابی نہیں ہو سکتی درآنحالیکہ میرے اوپر تکیہ کئے ہوئے تھے ہم ان سے گھر کے باہر ملے جبکہ وہ مسجد کی طرف جا رہے تھے میرے والد نے ان کو ٹھہرا لیا اور بات چیت شروع کی۔ انھوں نے فرمایا۔ ایسی گفتگو کی یہ جگہ نہیں۔ انشاء اللہ ہم پھر ملیں گے میرے والد خوش و خرم وہاں سے لوٹے اور دوسرے یا تیسرے روز ہم پھر چلے اور حضرت کے پاس آئے۔ میرے باپ میرے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر بات چیت شروع ہوئی، میرے باپ نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ بلحاظ سن میں آپ سے بڑا ہوں بلکہ تمام خاندان میں مجھ سے بڑا کوئی نہیں، لیکن خدا نے آپ کو وہ فضیلت دی ہے جو قوم کے کسی ایک فرد کو نہیں ملی، میں آپ کے پاس پورے اعتماد کے ساتھ آیا ہوں، کیونکہ میں آپ کی نیکی اور ایثار کو خوب جانتا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ میری بات کو مان لیں گے آپ کے اصحاب میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا اور قریش وغیرہ میں سے دو شخص بھی ایسے نہیں جو مخالف ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب آپ میرے غیر کو مجھ سے زیادہ اطاعت والا پاتے ہیں تو آپ کو میری ضرورت ہی کیا ہے سنئے آپ جانتے ہیں کہ میں صحرا میں جا کر رہنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور پوری کوشش اس کے لئے کرتا ہوں پس آپ بھی اپنے نفس پر جفا و مشقت اٹھایئے اور میں توجہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس کو میں اپنے نفس پر بڑی مشقت و تکان و کوشش کے بعد حاصل کروں گا آپ میرے غیر کو تلاش کیجئے اور اس امر کے بارے میں ان سے سوال کیجئے اور ان سے یہ نہ بتلایئے کہ آپ میرے پاس آئے تھے۔

انھوں نے کہا کہ لوگوں کی گردنیں آپ کی طرف اٹھی ہوئی ہیں اگر آپ نے میری بات مان لی تو پھر کوئی میری مخالفت نہ کرے گا میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو نہ تو جنگ کی تکلیف دی جائے گی اور نہ کسی ایسے امر کی جو آپ کی طبیعت کے خلاف ہو اسی اثناء میں کچھ لوگ آگئے اور سلسلۂ کلام منقطع ہو گیا۔ اس کے بعد میرے باپ نے کہا۔ آپ نے کیا فیصلہ کیا۔ فرمایا ہم پھر ان شاء اللہ ملیں گے انھوں نے کہا۔ کیا آپ کو میری خواہش منظور نہیں۔ فرمایا۔ ان شاء اللہ تمہاری اصلاح کی تمہاری خواہش کے مطابق کوئی صورت نکالی جائے گی۔

پھر میرے باپ اپنے گھر آگئے اور انھوں نے اپنے بیٹے محمد (نفس زکیہ) کے پاس پیغام بھیجا وہ جہینہ کے پہاڑ پر جسے اشقر کہتے ہیں مقیم تھے یہ مقام مدینہ سے دو رات کے فاصلے پر ہے ان کو خوشخبری دی اور بتایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے تمہارے معاملہ میں کامیابی حاصل کر لی ہے تین دن کے بعد ہم باپ بیٹے پھر امام علیہ السلام کے دروازہ پر آئے اور اس سے پہلے جب ہم آتے تھے تو کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔ اب دربان نے روکا پھر ہمارے لئے اجازت حاصل کی اور ہم اندر آئے۔ میں حجرہ کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور میرے والد حضرت کے قریب بیٹھے اور کہنے لگے میں آپ پر فدا ہوں میں آپ کے پاس امید ولے سے بڑ آیا ہوں۔ اور مجھے توی اُمید ہے کہ میری حاجت آپ سے ضرور پوری ہو گی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے چچا زاد بھائی میں تم کو پناہ میں دیتا ہوں اللہ کی۔ اس امر کے متعلق جس پر غور و فکر کرنے میں تم راتیں گذار رہے ہو اور ڈر رہا ہوں اس بات سے کہ اس امر میں آپ کو شر سے تعلق نہ ہو جائے۔ اس کے بعد ان کے درمیان ترش گفتگو ہوئی اور میرے باپ کو جو نہ کہنا چاہیئے تھا وہ کہہ گزرے۔ انھوں نے کہا۔ امر امامت میں کس وجہ سے امام حسینؑ کو امام حسن پر ترجیح ہوئی۔ (یعنی کیا وجہ کہ امامت کا سلسلہ بجائے امام حسنؑ کے امام حسینؑ کی اولاد کی طرف منتقل ہوا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کی رحمت نازل ہو امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہ السلام پر۔

اور تم نے یہ بات کیوں کہی۔ انھوں نے کہا اس لئے کہ از روئے انصاف امامت بڑے بھائی کی اولاد میں چلنی چاہیئے تھی امام علیہ السلام نے فرمایا۔ خداوند عالم نے وحی کی حضرت رسول خدا کو۔

خدا نے اپنے رسولؐ کی طرف جو چاہا۔ وحی کی۔ اس کی مخلوق میں اور کسی کو کوئی حکم نہیں دیا گیا اور حضرت محمد مصطفےٰ نے علی علیہ السلام کو حکم دیا۔ جیسا مناسب جانا، انھوں نے وہی کیا جو ان کو حکم دیا گیا تھا اور ہم اس بارے میں وہی کہتے

ہیں جو رسولِ خدا نے کہا۔ رسولؐ کی عظمت شان اور حضرت علی کی تصدیق کے لحاظ سے (یعنی ہم حکم رسول اور عملِ علی کے خلاف اس معاملہ میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اگر امر امامت حسین بلحاظ بزرگی سن ہوتا یا امر وصیت دونوں بھائیوں کی اولاد میں منتقل کرنے کے لئے ہوتا تو امام حسین ضرور ایسا کرتے اور ہمارے نزدیک امام حسین اس تہمت سے بری ہیں کہ وہ بے حکم خدا۔ امامت کو اپنے لئے مخصوص کر لیتے۔ انھوں نے ایسے امر سے روگردانی اور دنیا سے رخصت ہوئے اور ان کو جو حکم دیا گیا تھا وہ انھوں نے پورا کیا۔ وہ آپ کے جد اور عم تھے (از طرف مادر جد اور از طرف پدر عم)۔

اگر تم ان کے لئے کلمۂ خیر کہو تو تمہارے لئے یہی زیبا ہے اور اگر ان کی شان میں ہرزہ سرائی کی تو اللہ تمہیں بخشے اے میرے ابن عم۔ میری اطاعت کرو۔ میرا کلام سنو، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں کوتاہی نہیں کر رہا ہوں نصیحت کرنے میں اور حرص ہے تمہاری اصلاح کی۔ لیکن میں کیا کروں تم کو ایسا کرتے نہیں دیکھ پا رہا۔ دیکھئے حکم خدا کا کوئی رد کرنے والا نہیں۔ میرے باپ یہ سن کر خوش ہوئے۔ امام نے کہا خدا کی قسم آپ جانتے ہیں کہ آپ کا بیٹا محمد، (جس کو آپ امام بنانا چاہتے ہیں) بھینگا اکشف واخضر ہے وہ اشجع کے بند پہ پانی کے بہاؤ کی جگہ قتل کیا جائے گا۔

توضیح:۔ اکشف سے مراد یہ ہے کہ سر کے اگلے حصے پر بال نہ ہوں۔ ایسے کو عرب والے منحوس جانتے تھے اخضر سے مراد سبز چشم، سدہ سے مراد وہ بند ہے جو دریا پر پتھروں سے پانی کی روک کے لئے بنا دیا جائے۔ اشجع پدر قبیلہ کا نام جس سے وہ بند منسوب تھا سیل پانی کے بہاؤ کی جگہ ہے۔

میرے باپ نے کہا۔ واللہ وہ ایسا نہیں ہے خدا کی قسم خدا اس کے دشمنوں سے بدلہ لے گا دن کا دن میں ساعت کا ساعت میں اور سال کا سال میں اور واللہ کھڑا کریگا لوگوں کو تمام اولاد ابو طالب کے خون کا بدلہ لینے کے لئے (اس کے بعد عبداللہ نے اخطل شاعر کا ایک شعر پڑھا (جس کا متن میں ذکر نہیں)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا تمہارے گناہ بخشے تم نے مجھے یہ شعر پڑھ کر ڈرایا۔ حالانکہ اس کا مضمون ہمارے صاحب یعنی تم ہی سے متعلق ہے (شعر کا مضمون یہ ہے کہ بکری کو بھیڑیئے کے سامنے جانے سے روکو۔

تمہارے نفس نے خلوتوں میں ایسی آرزو کو پیدا کر کے تم کو گمراہی میں ڈال دیا ہے اور تمہارے بیٹے کی حکومت حدود مدینہ سے آگے نہ بڑھے گی اور اس کی پوری جدوجہد کے بعد طائف (کوہ احد) سے آگے نہ جائے گی جس امر سے چارۂ کار نہیں وہ تو ہو کر ہی رہیگا۔ پس اللہ سے ڈرو اور اپنے نفس پر رحم کرو اور اپنے باپ کی اولاد پر ترس کھاؤ۔

واللہ میں تمہارے بیٹے کو سیحہ کیک سے زیادہ شوم و منحوس جانتا ہوں۔ اصلاب آباء نے ارحام نساء میں اس سے زیادہ منحوس نطفہ نہیں ڈالا۔ واللہ وہ مقتول ہوگا، سدہ اشجع میں پانی کے بہاؤ کی جگہ، واللہ گویا زمین پر پچھاڑا ہوا ہے اس کا لباس اتار لیا گیا ہے اور اس کے دونوں پیروں کے درمیان اینٹ رکھ دی گئی ہے (تاکہ شرمگاہ کھل رہے)

اور اس لڑکے کو جو میری گفتگو سن رہا ہے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا موسیٰ بن عبداللہ نے کہا حضرت کا یہ اشارہ میری طرف

تھا۔ پھر فرمایا یہ خروج کرے گا اپنے بھائی محمد کے ساتھ اور شکست کھائے گا اس کا ساتھی (محمد) قتل کیا جائے گا۔ پھر یہ خروج کرے گا دوسرے جھنڈے کے ساتھ (ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ)

پس ان کا سردار قتل کیا جائے گا اور اس کا لشکر تتر بتر ہو جائے گا پس میری بات مانو اور بنی عباس سے امان طلب کرو اور یہ جانتے ہیں کہ یہ بیل منڈھے چڑھنے والی نہیں، اور آپ کو جاننا چاہیئے کہ آپ کا بیٹا جو احول (بھینگا) سبز چشم اور اکشف ہے یہ سدہ اشجع میں اس کے پانی کے بہاؤ کی جگہ قتل کر دیا جائے گا۔

موسیٰ نے کہا یہ سن کر میرے باپ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے خدا تمہاری مدد سے ہمیں بے پرواہ بنا دیگا اور تم ضرور بطور خود ہماری طرف لوٹو گے یا خدا تم کو اور تمہارے غیر کو بے اختیار اس طرف لائے گا تم نے یہ طریقہ اختیار کر کے اپنے غیر کی امداد کو ہم سے روکا ہے اور یہ تمہارا انکار ان کے لئے رک جانے کا ایک ذریعہ بن جائے گا

فرمایا۔ امام علیہ السلام نے اللہ جانتا ہے کہ میرا ارادہ محض تم کو نصیحت و ہدایت کرنے کا تھا اور ہمارا فرض تو کوشش ہی کرنا ہے (آگے تم جانو اور تمہارا کام) یہ سن کر میرے باپ غصہ میں آ گئے اور اپنی ردا کا دامن طیش میں زور سے جھٹکا۔ امام علیہ السلام ان کے قریب آئے اور فرمایا، میں نے تمہارے چچا (امام محمد باقر علیہ السلام) اور ماں کی طرف سے تمہارے ماموں سے یہ فقرہ سنا ہے کہ تم اور تمہارے باپ کی اولاد عنقریب قتل کر دی جائے گی۔

اگر تم میری بات مان لو اور اس بلا کو حسن تدبیر سے ٹال سکتے ہو تو ٹال دو، قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا رحمٰن و رحیم اور اپنی مخلوق سے اعلیٰ مرتبہ والا ہے میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ فدا کروں تم پر اپنا وہ بیٹا جو میرے نزدیک اور میرے اہلبیت کے نزدیک زیادہ محبوب ہے (مراد اسمٰعیل) تم میری برابری کسی چیز میں نہیں کر سکتے۔ پس یہ خیال مت کرو کہ میں تمہیں دھوکا دے رہا ہوں اور خلاف حق بات کہہ رہا ہوں۔

میرے باپ وہاں سے غصہ میں بھرے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے اٹھ آئے اس واقعہ کو بیس روز یا کچھ کم و بیش گزرے ہوں گے کہ ابوجعفر منصور بادشاہ کے لوگ آئے اور انھوں نے گرفتار کیا میرے باپ کو اور میرے چچوں میں سلیمان بن حسن، حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن، داؤد بن حسن، علی بن حسن، سلیمان بن داؤد بن حسن اور علی بن ابراہیم بن حسن، حسن بن جعفر ابن حسن، طب طبائی (ابراہیم بن اسماعیل بن حسن) اور عبداللہ بن داؤد کو اور انھوں نے ان سب کو زنجیروں سے جکڑ لیا اور ایسی محملوں میں بٹھایا جن میں کوئی گدا نہ تھا۔ خالی لکڑیاں تھیں یہ انھیں گرفتار کر کے مدینہ کے مقام مصلّٰے تک لے آئے تاکہ لوگ ان کی شماتت کریں

پس لوگوں نے اپنے کو ان سے بچایا اور ان کے حال پر لوگوں کے دل کڑھ رہے تھے پھر وہاں سے چل کر مسجد نبوی کے اس دروازے پر آئے جس کو باب جبرئیل کہتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام اس طرح تشریف لائے کہ آپؑ کی ردا کا بیشتر حصہ زمین پر تھا پھر باب مسجد سے آپ اندرون مسجد آئے اور جو لوگ وہاں جمع تھے ان سے فرمایا۔ تیس

بار- اے گروہ انصار! کیا تم نے رسولؐ اللہ سے اس کا عہد کیا تھا۔ اسی پر بیعت کی تھی (تم نے رسولؐ کی بیعت توڑ کر آئمہ ضلالت کی بیعت کی اور ان کے ظلم وستم جو اولاد رسولؐ پر ہو رہے ہیں ان کو خاموشی سے دیکھ رہے ہیں خدا تم پر لعنت کرے۔ واللہ میں ان کی عزت کا چاہنے والا تھا مگر ان کے نہ ماننے سے میں مغلوب ہو گیا یہ فرما کر حضرت وہاں سے چلے، درآنحالیکہ ایک جوتا آپؑ کے ہاتھ میں تھا (اور ایک پیر میں یعنے انتہائی اضطرابی حالت میں۔)

ایک جوتے میں اپنا پیر داخل کیا اور دوسرا ہاتھ میں تھا اور آپ کی ردا کا بیشتر حصہ زمین پر کھنچ رہا تھا۔ پھر حضرت اپنے گھر پر آئے اور اس غم میں بیس روز تک مبتلائے بخار رہے اور رات دن گریہ فرماتے تھے یہاں تک کہ ہمیں آپ کی موت کا خوف ہونے لگا۔ یہ خدیجہ کا بیان تھا۔

۱۸ - قَالَ الْجَعْفَرِيُّ : وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ لَمَّا طُلِعَ بِالْقَوْمِ فِي الْمَحَامِلِ قَامَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الْمَحْمِلِ الَّذِي فِيهِ عَبْدُاللهِ بْنُ الْحَسَنِ يُرِيدُ كَلَامَهُ، فَمُنِعَ أَشَدَّ الْمَنْعِ وَأَهْوَى إِلَيْهِ الْحَرَسِيُّ فَدَفَعَهُ وَقَالَ : تَنَحَّ عَنْ هٰذَا ، فَإِنَّ اللهَ سَيَكْفِيكَ وَ يَكْفِي غَيْرَكَ ، ثُمَّ دَخَلَ بِهِمُ الزُّقَاقَ وَرَجَعَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام إِلَى مَنْزِلِهِ ، فَلَمْ يَبْلُغْ بِهِمُ الْبَقِيعَ حَتَّى ابْتُلِيَ الْحَرَسِيُّ بَلَاءً شَدِيداً ؛ رَمَحَتْهُ نَاقَتُهُ فَدَقَّتْ وَرِكَهُ فَمَاتَ فِيهَا وَمَضَى بِالْقَوْمِ ، فَأَقَمْنَا بَعْدَ ذٰلِكَ حِيناً، ثُمَّ أَتَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَسَنٍ ، فَأُخْبِرَ أَنَّ أَبَاهُ وَعُمُومَتَهُ قُتِلُوا ـ قَتَلَهُمْ أَبُو جَعْفَرٍ[1] ـ إِلَّا حَسَنَ بْنَ جَعْفَرٍ، وَطَبَاطَبَا، وَعَلِيَّ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ، وَدَاوُدَ بْنَ حَسَنٍ، وَعَبْدَاللهِ بْنَ دَاوُدَ ، قَالَ : فَظَهَرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عِنْدَ ذٰلِكَ وَ دَعَا النَّاسَ لِبَيْعَتِهِ ، قَالَ : فَكُنْتُ ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ بَايَعُوهُ وَ اسْتَوْسَقَ النَّاسُ[2] لِبَيْعَتِهِ وَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ قُرَشِيٌّ وَلَا أَنْصَارِيٌّ وَلَا عَرَبِيٌّ .

قَالَ: وَشَاوَرَ عِيسَى بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ مِنْ ثِقَاتِهِ وَكَانَ عَلَى شُرَطِهِ فَشَاوَرَهُ فِي الْبِعْثَةِ إِلَى وُجُوهِ قَوْمِهِ، فَقَالَ لَهُ عِيسَى بْنُ زَيْدٍ : إِنْ دَعَوْتَهُمْ دُعَاءً يَسِيراً لَمْ يُجِيبُوكَ ، أَوْ تَغْلُظَ عَلَيْهِمْ ، فَخَلِّنِي وَإِيَّاهُمْ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ : امْضِ إِلَى مَنْ أَرَدْتَ مِنْهُمْ ، فَقَالَ : ابْعَثْ إِلَى رَئِيسِهِمْ وَكَبِيرِهِمْ - يَعْنِي أَبَا عَبْدِاللهِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عليه السلام - فَإِنَّكَ إِذَا أَغْلَظْتَ عَلَيْهِ عَلِمُوا جَمِيعاً أَنَّكَ سَتُمِرُّهُمْ عَلَى الطَّرِيقِ الَّتِي أَمْرَرْتَ عَلَيْهَا أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام ، قَالَ : فَوَاللهِ مَا لَبِثْنَا أَنْ أُتِيَ بِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام : حَتَّى أُوقِفَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ عِيسَى بْنُ زَيْدٍ : أَسْلِمْ تَسْلَمْ : فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام : أَحْدَثْتَ نُبُوَّةً بَعْدَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله؟ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ : لَا وَلٰكِنْ بَايِعْ تَأْمَنْ عَلَى نَفْسِكَ وَمَالِكَ وَوُلْدِكَ وَلَا تُكَلَّفَنَّ حَرْباً ، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام : مَا فِيَّ حَرْبٌ وَلَا

فقال: ولقد تقدمت إلى أبيك وحذرته الذي حاق به ولكن لا ينفع حذر من قدر، يا ابن أخي عليك بالشباب ودع عنك الشيوخ، فقال له محمد: ما أقرب ما بيني وبينك في السن.

فقال له أبو عبدالله عليه السلام: إني لم أعازك ولم أجئ لأتقدم عليك في الذي أنت فيه، فقال له محمد: لا والله لا بد من أن تبايع، فقال له أبو عبدالله عليه السلام: ما فيّ يا ابن أخي طلب ولا حرب وإني لأريد الخروج إلى البادية فيصدني ذلك ويثقل عليّ حتى تكلمني في ذلك الأهل غير مرة ولا يمنعني منه إلا الضعف. والله والرحم أن تدبر عنا ونشقى بك، فقال له: يا أبا عبدالله! قد والله مات أبو الدوانيق ـ يعني أبا جعفر ـ فقال له أبو عبدالله عليه السلام: وما تصنع بي وقد مات؟ قال: أريد الجمال بك. قال: ما إلى ما تريد سبيل، لا والله ما مات أبو الدوانيق إلا أن يكون مات موت النوم قال: والله لتبايعني طائعاً أو مكرهاً ولا تحمد في بيعتك، فأبى عليه إباءً شديداً وأمر به إلى الحبس.

فقال له عيسى بن زيد: أما إن طرحناه في السجن ـ وقد خرب السجن وليس عليه اليوم غلق ـ خفنا أن يهرب منه، فضحك أبو عبدالله عليه السلام، ثم قال: لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم أو تراك تسجنني؟ قال نعم والذي أكرم محمداً صلى الله عليه وآله بالنبوة لأسجننك ولأشددن عليك، فقال عيسى بن زيد: احبسوه في المخبأ ـ وذلك دار ريطة اليوم ـ فقال له أبو عبدالله عليه السلام: أما والله إني سأقول ثم أصدق؛ فقال له عيسى بن زيد: لو تكلمت لكسرت فمك، فقال له أبو عبدالله عليه السلام: أما والله يا أكشف يا أزرق، لكأني بك تطلب لنفسك جحراً تدخل فيه وما أنت في المذكورين عند اللقاء، وإني لأظنك إذا صفق خلفك طرت مثل الهيق النافر فنفر عليه محمد بانتهار: احبسه وشدد عليه وأغلظ عليه، فقال له أبو عبدالله عليه السلام أما والله لكأني بك خارجاً من سدة أشجع إلى بطن الوادي وقد حمل عليك فارس معلم في يده طرادة، نصفها أبيض ونصفها أسود، على فرس كميت أقرح فطعنك فلم يصنع فيك شيئاً وضربت خيشوم فرسه فطرحته وحمل عليك آخر خارج من زقاق آل أبي عمار الدئليين عليه غديرتان مضفورتان، وقد خرجتا من تحت بيضته كثير شعر الشاربين، فهو والله صاحبك، فلا رحم الله رمته.

فقال له محمد: يا أبا عبدالله، حسبت فأخطأت وقام إليه السراقي بن سلخ الحوت، فدفع

في ظهره حتى أدخل السجن و اصطفي ما كان له من مال و ما كان لقومه ممن لم يخرج مع محمد.

قال: فطلع بإسماعيل بن عبدالله بن جعفر بن أبي طالب و هو شيخ كبير ضعيف، قد ذهبت إحدى عينيه و ذهبت رجلاه و هو يحمل حملا، فدعاه إلى البيعة، فقال له: يا ابن أخي: إني شيخ كبير ضعيف و أنا إلى برك و عونك أحوج، فقال له: لا بد من أن تبايع، فقال له: و أي شيء تنتفع ببيعتي والله إني لأضيق عليك مكان اسم رجل إن كتبته، قال: لا بد لك أن تفعل، و أغلظ له في القول، فقال له إسماعيل: ادع لي جعفر بن محمد، فلعلنا نبايع جميعا. قال: فدعا جعفرا عليه السلام، فقال له إسماعيل: جعلت فداك إن رأيت أن تبين له فافعل، لعل الله يكفه عنا، قال: قد أجمعت ألا أكلمه، فلير في رأيه.

فقال إسماعيل لأبي عبدالله عليه السلام: أنشدك الله هل تذكر يوما أتيت أباك محمد بن علي عليهما السلام و علي حلتان صفراوان، فدام النظر إلي فبكى، فقلت له: ما يبكيك؟ فقال لي: يبكيني أنك تقتل عند كبر سنك ضياعا، لا ينتطح في دمك عنزان، قال: قلت: فمتى ذاك؟ قال: إذا دعيت إلى الباطل فأبيته و إذا نظرت إلى الأحول مشؤوم قومه ينتمي من آل الحسن عليه السلام على منبر رسول الله صلى الله عليه وآله يدعو إلى نفسه، قد تسمى بغير اسمه فأحدث عهدك و اكتب وصيتك، فإنك مقتول في يومك أو من غد. فقال له أبو عبدالله عليه السلام: نعم وهذا و رب الكعبة لا يصوم من شهر رمضان إلا أقله، فأستودعك الله يا أبا الحسن و أعظم الله أجرنا فيك و أحسن الخلافة على من خلفت و إنا لله و إنا إليه راجعون. قال: ثم احتمل إسماعيل ورد جعفر عليه السلام إلى الحبس، قال: فوالله ما أمسينا حتى دخل عليه بنو أخيه: بنو معاوية بن عبدالله بن جعفر فتوطؤوه حتى قتلوه و بعث محمد بن عبدالله إلى جعفر عليه السلام فخلى سبيله. قال: و أقمنا بعد ذلك حتى استهللنا شهر رمضان فبلغنا خروج عيسى بن موسى يريد المدينة.

قال: فتقدم محمد بن عبدالله على مقدمته يزيد بن معاوية بن عبدالله بن جعفر و كان على مقدمة عيسى بن موسى ولد الحسن بن زيد بن الحسن بن الحسن و قاسم و محمد بن زيد و علي و إبراهيم بنو الحسن بن زيد، فهزم يزيد بن معاوية و قدم عيسى بن موسى المدينة و صار القتال بالمدينة، فنزل بذباب و دخلت علينا المسودة من خلفنا و خرج محمد في أصحابه حتى بلغ السوق، فأوصلهم و مضى، ثم تبعهم حتى انتهى إلى مسجد الخوامين فنظر إلى ما هناك فضاء ليس فيه مسود و لا مبيض، فاستقدم حتى انتهى إلى شعب فزارة ثم دخل هذيل ثم مضى

إلى أشجع، فخرج إليه الفارس الذي قال أبوعبدالله عليه السلام من خلفه، من سكة هذيل فطعنه، فلم يصنع فيه شيئاً و حمل على الفارس، فضرب خيشوم فرسه بالسيف، فطعنه الفارس، فأنفذه في الدرع و انثنى عليه محمد، فضربه فأثخنه و خرج عليه حميد بن قحطبة و هو مدبر على الفارس يضربه من زقاق العماريين فطعنه طعنة أنفذ السنان فيه، فكسر الرمح و حمل على حميد فطعنه حميد بزج الرمح فصرعه، ثم نزل إليه فضربه حتى أثخنه و قتله و أخذ رأسه ودخل الجند من كل جانب و أخذت المدينة و أجلينا هرباً في البلاد.

قال موسى بن عبدالله: فانطلقت حتى لحقت بإبراهيم بن عبدالله، فوجدت عيسى بن زيد مكمناً عنده فأخبرته بسوء تدبيره و خرجنا معه حتى أصيب ـ رحمه الله ـ، ثم مضيت مع ابن أخي الأشتر عبدالله بن محمد بن عبدالله بن حسن حتى أصيب بالسند، ثم رجعت شريداً طريداً، تضيق علي البلاد، فلما ضاقت علي الأرض و اشتد [بي] الخوف، ذكرت ما قال أبوعبدالله عليه السلام: فجئت إلى المهدي وقد حج وهو يخطب الناس في ظل الكعبة، فما شعر إلا وأني قد قمت من تحت المنبر، فقلت: لي الأمان يا أمير المؤمنين؟ و أدلك على نصيحة لك عندي؟ فقال: نعم ما هي؟ قلت: أدلك على موسى بن عبدالله بن حسن، فقال لي: نعم لك الأمان، فقلت له: أعطني ما أثق به، فأخذت منه عهوداً ومواثيق و وثقت لنفسي ثم قلت: أنا موسى بن عبدالله، فقال لي: إذاً تكرم و تحبا، فقلت له: أقطعني إلى بعض أهل بيتك، يقوم بأمري عندك، فقال لي: انظر إلى من أردت، فقلت: عمك العباس بن محمد، فقال العباس: لا حاجة لي فيك، فقلت: ولكن لي فيك الحاجة، أسألك بحق أمير المؤمنين إلا قبلتني فقبلني شاء أو أبى، وقال لي المهدي: من يعرفك؟ ـ و حوله أصحابنا أو أكثرهم ـ فقلت: هذا الحسن بن زيد يعرفني و هذا موسى بن جعفر يعرفني و هذا الحسن بن عبدالله بن العباس يعرفني، فقالوا: نعم يا أمير المؤمنين، كأنه لم يغب عنا، ثم قلت للمهدي: يا أمير المؤمنين لقد أخبرني بهذا المقام أبو هذا الرجل و أشرت إلى موسى بن جعفر.

قال موسى بن عبدالله: و كذبت على جعفر كذبة، فقلت له: و أمرني أن أقرئك السلام و قال: إنه إمام عدل و سخاء، قال: فأمر لموسى بن جعفر بخمسة آلاف دينار، فأمر لي منها موسى بألفي دينار ووصل عامة أصحابه ووصلني، فأحسن صلتي، فحيث ما ذكر ولد محمد بن علي

بْنِ الْحُسَيْنِ، فَقُولُوا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمْ وَمَلائِكَتُهُ وَحَمَلَةُ عَرْشِهِ وَالْكِرَامُ الْكَاتِبُونَ وَخُصُّوا أَبَاعَبْدِاللهِ بِأَطْيَبِ ذَلِكَ، وَجَزَى مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عَنِّي خَيْراً، فَأَنَا وَاللهِ مَوْلاهُمْ بَعْدَ اللهِ

ـ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُفَضَّلِ مَوْلَى عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَقْتُولُ بِفَخٍّ وَاحْتَوَى عَلَى الْمَدِينَةِ، دَعَا مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ إِلَى الْبَيْعَةِ، فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ عَمِّ لَا تُكَلِّفْنِي مَا كَلَّفَ ابْنُ عَمِّكَ عَمَّكَ أَبَا عَبْدِاللهِ، فَيَخْرُجَ مِنِّي مَا لَا أُرِيدُ، كَمَا خَرَجَ مِنْ أَبِي عَبْدِاللهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُرِيدُ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ إِنَّمَا عَرَضْتُ عَلَيْكَ أَمْراً فَإِنْ أَرَدْتَهُ دَخَلْتَ فِيهِ وَإِنْ كَرِهْتَهُ لَمْ أَحْمِلْكَ عَلَيْهِ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ ثُمَّ وَدَّعَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ حِينَ وَدَّعَهُ يَا ابْنَ عَمِّ إِنَّكَ مَقْتُولٌ فَأَجِدَّ الضِّرَابَ فَإِنَّ الْقَوْمَ فُسَّاقٌ يُظْهِرُونَ إِيمَاناً وَيَسْتُرُونَ شِرْكاً وَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، أَحْتَسِبُكُمْ عِنْدَ اللهِ مِنْ عُصْبَةٍ، ثُمَّ خَرَجَ الْحُسَيْنُ وَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ، قُتِلُوا كُلُّهُمْ كَمَا قَالَ عليه السلام

۱۸۔ جعفری کا بیان ہے میں نے موسیٰ بن عبداللہ بن الحسن سے سنا کہ جب وہ اپنے خاندان کے ساتھ اونٹوں پر تھے اور امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد سے نکل کر اس اونٹ کی طرف بڑھے جس پر عبداللہ بن حسن سوار تھے چاہتے تھے کہ ان سے کچھ بات کریں۔ ان کو سختی سے روکا گیا اور ایک سپاہی نے یہ کہہ کر ہٹا دیا کہ ان سے الگ رہو۔ اللہ بہت جلد تم کو اور تمہارے علاوہ دوسروں کو گرفتار کریگا جو خلیفہ کے مخالف ہیں اس کے بعد وہ لوگ ان سب قیدیوں کو لے کر کوچوں میں داخل ہوئے امام علیہ السلام لوٹ آئے ابھی جنت البقیع تک نہ پہنچے تھے کہ وہ سپاہی بلا میں مبتلا ہوا۔ اونٹ نے اس کو کچل دیا۔ وہ وہیں مر کر رہ گیا اور وہ لوگ قیدیوں کو لے کر بغداد کی طرف چل دیئے۔

کچھ مدت ہم منتظر احوال رہے پھر محمد بن عبداللہ (جو قیدیوں میں شامل نہ تھے) آئے اور انھوں نے خبر دی کہ ان کے باپ اور ان کے چچا قتل کر دیئے گئے ان کو منصور بادشاہ نے قتل کیا۔ سوائے حسن بن جعفر، طباطبا و علی بن ابراہیم و سلیمان بن داؤد و عبداللہ بن داؤد کے اس کے بعد محمد بن عبداللہ نے ظاہر ہو کر لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ موسیٰ کا بیان ہے کہ اوّل بیعت کرنے والوں میں تین میں کا تیسرا تھا اور لوگوں نے بھی بیعت نہ کی کسی قریشی نے اختلاف کیا نہ انصاری نے، اور نہ عربی نے اور مشورہ دیا محمد کو عیسیٰ بن زید بن علی بن الحسین نے اور وہ ان کے لشکر کے افسر تھے۔

انھوں نے مشورہ دیا کہ آپ لوگوں کو اپنے رشتہ داروں کے پاس بیعت کے لئے بھیجیں، اگر آپ نے نرمی سے کام لیا تو وہ قبول نہ کریں گے لہٰذا سختی سے کام لیجئے۔ اور ان کا معاملہ میرے سپرد کیجئے۔ محمد نے کہا نہیں

نے اختیار دیا جو چاہو کرو۔ اس نے کہا۔ پہلے ان کے سردار اور بزرگ یعنے امام جعفر صادق کے پاس بھیجئے۔ جب آپ ان پر سختی کریں گے تو لوگ سمجھ جائیں گے کہ تم ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو گے جیسا ابوعبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے۔

موسیٰ کہتا ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد محمد و عیسیٰ، امام علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ آپ محمد کی بیعت کر لیجئے، جان کی سلامتی اسی میں ہے۔ آپ نے محمد کو مخاطب کر کے کہا کیا تم نے حضرت رسول خدا کے بعد دعوۂ نبوت پیدا کر لی۔ محمد نے کہا نہیں، مگر آپ کو بیعت کرنی ہے تاکہ آپ کی جان محفوظ رہے اور آپ کی اولاد بھی اور آپ کو لڑنے کی تکلیف نہ دی جائے گی۔

حضرت نے فرمایا۔ نہ مجھے کسی سے لڑنا ہے اور نہ مجھ میں قوت جنگ ہے۔ جو کچھ مجھے کہنا تھا تمہارے باپ سے کہہ چکا ہوں میں نے اس مصیبت سے جوان کو گھیرے ہوئے تھی ڈرایا تھا۔ مگر مقدرات کے سامنے ڈرانا کیا کام دیتا ہے میرے بھتیجے! تم اس کام کے لیئے جوانوں کو لو اور بوڑھوں کو چھوڑ دو۔ محمد نے کہا بلحاظ سن میرے اور آپ کے درمیان کوئی فرق نہیں، حضرت نے فرمایا۔ میں تم سے نہ جھگڑنا چاہتا ہوں اور نہ مقابلہ میں آنا چاہتا ہوں اور نہ جس کام کے لیئے تم اٹھے ہو۔ اس میں پیش قدمی کرنا چاہتا ہوں، محمد نے کہا۔ آپ کو اب بغیر بیعت کے چھٹکارہ نہیں۔ حضرت نے فرمایا نہ میری تم سے کوئی خواہش ہے اور نہ لڑنے کا ارادہ ہے۔ بلکہ میں اس شہر سے نکل کر جنگل میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن یہ امر مجھے روک رہا ہے اور میرے اوپر یہاں سے جانا گراں بھی ہے۔

میرے اہل و عیال بار بار مجھ سے بہ منت و زاری کہہ چکے ہیں کہ برائے کسب معاش (زراعت) یہاں سے باہر نکلوں مگر میرا ضعف مانع ہے خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو اور مجھ سے روگردانی کرو تاکہ ہم تمہاری بے ادبی سے تکلیف نہ اٹھائیں۔

محمد نے کہا۔ اے ابوعبداللہ واللہ منصور دوانقی مر گیا (اب زمانہ میری حکومت کا ہے) فرمایا۔ اگر بالفرض وہ مر گیا ہے تو تم میرے ساتھ کیا کرو گے۔ انھوں نے کہا۔ میں تمہاری شان بڑھانا چاہتا ہوں فرمایا جو تم ارادہ رکھتے ہو وہ پورا نہ ہوگا خدا کی قسم منصور دوانقی نہیں مرا اس کی موت نیند کی سی موت ہے یعنی یہ خبر غلط ہے۔

محمد نے کہا واللہ آپ کو میری بیعت کرنا ہوگی چاہے بخوشی، یا بہ کراہت، کرنے میں آپ کی تعریف نہ ہوگی پس حضرت نے سختی سے انکار کیا۔ محمد نے قید کرنے کا حکم دیا۔ عیسیٰ بن زید نے کہا۔ قید خانہ خراب ہے ابھی اس میں تالا نہیں لگ سکتا مجھے ڈر ہے کہ یہ قید خانہ سے بھاگ نہ جائیں یہ سن کر امام علیہ السلام ہنسے اور فرمایا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا تم مجھے قید کرنا ہی چاہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو نبوت دے کر ہمیں عزت بخشی، میں تم کو ضرور قید کروں گا اور تم پر سختی روا رکھوں گا۔ عیسیٰ بن زید نے کہا۔ ان کو مخبا رہیں قید کرو۔ اس وقت وہی زیادہ مضبوط گھر ہے

امام علیہ السلام نے فرمایا میں جو کچھ کہوں گا اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ عیسیٰ بن زید نے کہا، اگر اب آپ کچھ بولے تو میں آپ کا منہ توڑ دوں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے شوم کبود چشم میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے کو چھپانے کے لئے (ہونے والی جنگ میں) سوراخ ڈھونڈ رہا ہے اور تو ان لوگوں میں نہیں کہ دو لشکروں کے ٹکراتے وقت تیری جرأت قابلِ ذکر ہو۔ تو ایسا بزدل ہے کہ کوئی تالی بجائے تو تو تیز رفتار اونٹ کی طرح بھاگ کھڑا ہو۔ محمد نے آپ کے انکار کو بہت بُرا جانا۔

اور اس نے حضرت کو قید کر دیا اور حکم دیا کہ ان پر ہر طرح کی سختی روا رکھی جائے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کی قسم گویا میں اس وقت کو دیکھ رہا ہوں کہ تو سدہ اشجع سے نکل کر اس کے رود خانہ میں آرہا ہے اور تجھ پر ایک سوار نے حملہ کیا ہے جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہے آدھا سفید اور آدھا سیاہ وہ سفید پیشانی والے کمیت گھوڑے پر سوار ہوگا وہ تیرے اوپر نیزہ مارے گا مگر اس سے تجھے ضرر نہ پہنچے گا تو اس کے گھوڑے کے دماغ پر نیزہ مارے گا اور تو اس کو گرا دے گا۔ پھر حملہ کرے گا تجھ پر ایک دوسرا آدمی جو برآمد ہوگا۔ کوچہ آل عمار دئیلین (نام قبیلہ) سے اس کے دو دبے ہوئے گیسو ہوں گے جو اس کے خود کے نیچے سے ظاہر ہوں گے اور مونچھوں کے بال گھنے ہوں گے وہی تیرا قاتل ہوگا خدا اس کی بوسیدہ ہڈیوں پر رحم نہ کرے (اس کا نام حمید بن قحطبہ تھا)

محمد نے کہا اے ابو عبداللہ آپ نے یہ حساب لگانے میں غلطی کی ہے (یعنی اگر قرآن سے استنباط کیا ہے تو خطا کی ہے۔)

اس کے بعد سراقی بن سلخ الحوت نے حضرت کی پشت پر ہاتھ مارا اور حضرت کو قید خانہ میں بند کر دیا اور ان کا اور ان کے رشتہ داروں کا جنھوں نے محمد کے ساتھ خروج نہ کیا تھا۔ تمام مال ضبط کر لیا۔ اس کے بعد اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر ابی طالب کے پاس پہنچے۔ یہ مرد بزرگ اور ضعیف تھے ایک آنکھ ان کی جاتی رہی تھی اور پیروں کی طاقت بھی ان کی زائل ہو گئی تھی لوگوں کے سہارے چلتے تھے ان سے بیعت طلب کی گئی انھوں نے کہا برادر زادے میں تو بوڑھا ہوں، کمزور ہوں، تمہاری نیکی اور مدد کا محتاج ہوں۔

اس نے کہا۔ تم کو بیعت ضرور کرنا ہوگی انھوں نے کہا میری بیعت سے تم کو کیا فائدہ ہوگا۔ میں تمہارے لشکر کے ایک کار آمد سپاہی کی جگہ کو تنگ بنا دوں گا۔ یعنی بہتر یہ ہے کہ میری بجائے کسی کار آمد سپاہی کو رکھو۔

اس نے کہا بغیر بیعت تمہارے لئے چارۂ کار نہیں اور ان سے سخت کلامی کی۔ اسمٰعیل نے کہا اچھا تو جعفر بن محمد علیہ السلام کو بلاؤ تاکہ ہم سب مل کر تمہاری بیعت کریں۔ پس امام علیہ السلام کو بلایا۔ اسمٰعیل نے ان سے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں اگر مناسب ہو تو آپ اس شخص کا انجام کار بیان کر دیں شاید یہ ہم سے باز رہے فرمایا۔ میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ اس شخص سے کلام نہ کروں گا۔ میرے بارے میں جو اس کا دل چاہے کرے۔

اسماعیل نے کہا۔ میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو یاد ہے کہ میں آپ کے پدر بزرگوار محمد بن علی کی خدمت میں ایک روز دو کپڑے زرد رنگ کے پہنے ہوئے آیا تھا۔ حضرت نے دیر تک مجھ کو دیکھا اور رونے لگے۔ میں نے کہا آپ کیوں رو رہے ہیں فرمایا۔ تمہارا مستقبل خیال کر کے رو رہا ہوں تم بڑھاپے میں عبث قتل کئے جاؤ گے تمہارے خون کی شکایت تک

نہ کی جاسکے گی۔

میں نے کہا ایسا کب ہوگا۔ فرمایا جب تم کو باطل کی طرف بلایا جائے گا اور تم اسے انکار کر دوگے اور اس وقت تم دیکھو گے کہ بھینگے اور قوم کے منحوس ترین انسان کو اولادِ حسنؑ سے کہ وہ منبرِ رسولؐ پر چڑھے گا اور اپنی امامت کی طرف لوگوں کو بلائے گا اور اپنا نام رکھے گا اپنے اصلی نام کے علاوہ (یعنی لوگوں میں اپنا نام نفسِ زکیہ رکھے گا۔)

پس تازہ کرنا اس روز اپنے ایمان کو اور لکھنا اپنی وصیت۔ پس تم یا تو اسی روز قتل کئے جاؤ گے یا دوسرے روز

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں یہ بات مجھے یاد ہے قسم ہے رب کعبہ کی یہ ماہ رمضان کے بہت کم روزے رکھ پائے گا پس میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اے ابوالحسن اور دعا کرتا ہوں کہ تمہاری مصیبت میں صبر کرنے پر خدا ہم کو بڑا اجر دے۔

اور آپ کی اولاد کو آپ کا اچھا جانشین بنائے پھر انا للہ و انا الیہ راجعون، فرمایا اس کے بعد اسماعیل کو وہاں سے اٹھالے گئے اور امام علیہ السلام کو قید خانہ میں لے گئے۔ موسیٰ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ایک رات گزری تھی کہ اسماعیل کے بھتیجے معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کی اولاد آئی اور انھوں نے اسمٰعیل کو لات، گھونسوں سے اتنا مارا کہ وہ مرگئے۔ پھر محمد نے کسی کو امام علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ اس نے ان کو رہا کر دیا۔

اس کے بعد چند روز توقف رہا یہاں تک کہ ہم نے ماہ رمضان کا چاند دیکھا۔ ناگاہ ہمیں خبر ملی کہ عیسیٰ بن موسیٰ (منصور عباسی کا چچا) نے چڑھائی کی ہے یہ سن کر محمد ابن عبداللہ نے اپنے لشکر کے اگلے حصے کا سردار یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو معین کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے لشکر کے سردار بنائے اولادِ حسن بن زید ابن الحسن و قاسم و محمد بن زید و علی بن ابراہیم کو جو حسن بن زید کے بیٹے تھے یزید بن معاویہ نے شکست کھائی اور عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ آیا اور مدینہ میں کشت و خون ہوا عیسیٰ کو ذباب پر آکر ٹھہرا۔ موسیٰ بن عبداللہ کہتے ہیں پس عباسی لشکر کے سیاہ پوش سپاہی ہمارے پیچھے سے آئے اور محمد نے معہ اپنے اصحاب کے خروج کیا۔ بازار تک پہنچا اور اپنے لشکر کو وہاں پہنچا کر اپنے گھر کی طرف لوٹا۔ پھر آیا اور مسجد تُرب (موٹی) فروشاں تک پہنچا وہاں دیکھا نہ کوئی سیاہ پوش (عباسی سپاہی) اور نہ سفید پوش (محمد کا سپاہی) وہ آگے بڑھ کر قبیلہ فزارہ کی گھاٹی تک پہنچا اور نیچے آیا۔ جہاں قبیلہ ہذیل تھا۔ وہاں سے اشجع کے بند پر آیا۔ ناگاہ حسب پیشین گوئی امام جعفر صادق علیہ السلام، ایک سوار اس کے پیچھے سے آیا ہذیل کے کوچہ سے نکل کر اور محمد کے نیزہ مارا لیکن یہ وار کارگر نہ ہوا۔ پھر محمد نے حملہ کیا اور اپنی تلوار اس کے گھوڑے کے سر پر ماری، سوار نے بھی نیزہ مارا۔ وہ محمد کی زرہ میں رہ گیا اور کوئی نقصان نہ پہنچا۔ وہ سوار چونکہ گھوڑے کے زخمی ہونے سے پیادہ ہو گیا تھا لہٰذا محمد نے اس پر جھک کر وار کیا اور اس کو عاجز کر دیا۔

ابھی محمد متوجہ تھا اس سوار کی طرف کہ حمید بن قحطبہ نے کوچہ شمار سے نکل کر محمد پر حملہ کیا اور ایسا نیزہ مارا کہ اس کی سنان بدن محمد میں در آئی اور نیزہ ٹوٹ گیا۔ محمد نے حمید پر حملہ کیا۔ حمید نے ٹوٹے نیزے کی جڑ سے حملہ کیا اور محمد کو زمین

پر گرا کر مارا اور بے بس کر کے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا اور اس کے بعد عباسی لشکر ہر طرف سے سمٹ آیا اور مدینہ کو گھیر لیا بہت سے لوگ وہاں سے جلا وطن ہو کر اور شہروں کو چلے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کے پاس پہنچا۔ وہاں میں نے عیسیٰ بن زید کو سوراخ میں چھپا ہوا پایا۔ میں نے ابراہیم کو محمد کی غلط تدبیر سے آگاہ کیا کہ وہ اپنے لشکر کو چھوڑ کر تنہا نکل کھڑا ہوا۔ پھر ہم نے ابراہیم کے ساتھ خروج کیا۔ وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ خدا اس پر رحم کرے۔

پھر اپنے ہونٹ بھتیجے بھائی عبداللہ بن محمد کے ساتھ سندھ میں چلا گیا باحال پریشاں اس حال میں لوٹا کہ شہروں کی رہائش میرے اوپر تنگ تھی بادشاہ کا خوف مجھ پر غالب تھا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول مجھے یاد آیا۔ میں خلیفہ کے پاس گیا جبکہ وہ حج کے ایام میں کعبہ کی دیوار کے سایہ میں خطبہ سنا رہا تھا میری اسے اطلاع نہ تھی میں منبر کے نیچے کھڑا ہوا اور میں نے کہا اگر مجھے جان کی امان دی جائے تو میں ایک اچھی بات آپ سے بیان کروں۔ اس نے کہا امان ہے۔ بتا وہ کیا ہے میں نے کہا میں آپ کو موسیٰ بن عبداللہ بن حسن کا پتہ بتاتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا تیرے لئے امان ہے میں نے کہا پکا وعدہ کیجئے۔ غرض میں نے اس سے عہد لیا۔ پھر کہا۔ موسیٰ بن عبداللہ میں ہی ہوں

اس نے کہا ایسا ہے تو تیری عزت کی جائے گی اور انعام دیا جائے گا میں نے کہا آپ اپنے خاندان میں سے کسی کے حوالے مجھے کر دیجئے تاکہ وہ میرے حالات سے آپ کو اطلاع دیتا رہے اس نے کہا جس کی طرف چاہتا ہو بیان کر۔ میں نے عباس بن محمد آپ کے چچا، عباس نے کہا مجھے تمہاری ضرورت نہیں، میں نے کہا مجھے تو ہے امیر المومنین کے حق کا واسطہ آپ قبول کر لیں پس اس نے خوش و ناخوش قبول کر لیا۔

پھر مہدی نے کہا تمہیں یہاں پہچانتا کون ہے اور اس کے پاس ہمارے اصحاب یا ان کے اکثر لوگ موجود تھے میں نے کہا یہ حسن بن زید مجھے پہچانتے ہیں۔ انھوں نے کہا بے شک اے امیر المومنین جتنی مدت یہ ہندوستان میں رہے گویا ہم سے غائب نہیں تھے۔ میں نے مہدی سے کہا اے امیر المومنین۔ اس مقام کی خبر مجھے اس شخص کے باپ نے دی تھی اور میں نے اشارہ کیا موسیٰ بن جعفر کی طرف، موسیٰ بن عبداللہ نے کہا۔ اس وقت میں نے حسب مصلحت امام جعفر صادق علیہ السلام پر ایک جھوٹ بولا۔ میں نے مہدی سے کہا کہ انھوں نے تم کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا وہ امام (مہدی) عادل اور سخی ہے۔

پس مہدی نے حکم دیا موسیٰ بن جعفر کے لئے پانچ ہزار دینار کے لئے اس میں سے امام موسیٰ کاظمؑ نے مجھے دو ہزار دینار دیئے اور مہدی نے امام موسیٰ کاظم کے اصحاب کو بھی رقوم دیں اور مجھے بھی اور مجھے زیادہ دیا۔ اس طرح کہ اس نے حکم دیا کہ جہاں کہیں اولاد امام محمد باقر کا ذکر ہو تو کہو۔ خدا کی رحمت ہو ان پر اور ملائکہ اور حاملانِ عرش اور کرام کاتبین کا درود ہو ان پر بالخصوص امام جعفر پر سب سے بہتر، اور موسیٰ بن جعفر نے بہترین بدلہ دیا۔ اللہ کے بعد میں ان کا غلام ہوں۔

ابراہیم جعفری سے مروی ہے کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن مفضل، غلام عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کہ جب

خروج کیا حسین بن علی مقتول فخ نے تو وہ مدینہ آئے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بلا کر اپنی بیعت کی دعوت دی آپ نے فرمایا۔ اے میرے چچا زاد بھائی مجھے اس امر کی تکلیف نہ دو جس کی تکلیف تمہارے چچا زاد (محمد بن عبداللہ) نے تمہارے چچا امام جعفر صادق علیہ السلام کو دی تھی ایسا نہ ہو کہ میری زبان سے ایسی بات نکلے جسے میں کہنا نہیں چاہتا جس طرح امام جعفر صادق علیہ السلام کو وہ کہنا پڑا تھا جسے وہ نہیں چاہتے تھے۔ حسین نے کہا۔ میں نے تو ایک امر آپ کے سامنے پیش کیا تھا اگر آپ چاہیں منظور کر لیں، چاہیں رد کر دیں میں کوئی تعرض نہ کروں گا۔ اللہ میرا مددگار ہے پھر حضرت کو رخصت کیا۔ وقت رخصت آپ نے فرمایا۔ اے بھائی تم قتل کر دیئے جاؤ گے پس خوب جم کر لڑو (جتنے دشمن مارے جائیں اچھا ہے) یہ لوگ فاسق ہیں ایمان کو ظاہر کرتے ہیں اور شرک کو چھپاتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون، میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ تم ہمارے خاندان کے ہو۔ اس کے بعد حسین نے خروج کیا اور پھر جو کچھ ہوا۔ وہ ہوا جیسا امام نے فرمایا تھا۔ سب کے سب قتل ہو گئے۔

توضیح حسین بن علی بن الحسن بن الحسن بن ابی طالبؑ نے ذی قعدہ ۱۶۹ھ میں بزمانہ خلافت ہادی بن مہدی عباسی مکہ میں خروج کیا اور وہاں سے مدینہ آئے۔ زیدیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ علوی سادات کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ کی طرف بڑھے جب مکہ کے نزدیک مقام فخ پر پہنچے تو عباسی لشکر مقابل آیا۔ انھوں نے امان کا پیغام بھیجا تاکہ بعد میں حیلہ سے قتل کر دیں حسین نے کہا ہم کو تمہاری امان درکار نہیں۔ ہم ڈٹ کر لڑیں گے چنانچہ انھوں نے اپنے خاندان والوں اور ناصروں کے ساتھ سخت مقابلہ کیا اور آخر شکست ہوئی، حسین کا سر کاٹ کر ہادی کے پاس لے گئے اس گروہ کے مقتول تین دن تک بے دفن پڑے رہے صحرائی درندوں نے ان کا گوشت کھایا۔ کتاب معجم البلدان میں امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واقعۂ کربلا کے بعد واقعہ فخ سے زیادہ دردناک واقعہ کوئی نہ تھا۔

١٩ـ وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كَتَبَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ إِلَىٰ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليهما السلام: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُوصِي نَفْسِي بِتَقْوَى اللّٰهِ وَبِهَا أُوصِيكَ فَإِنَّهَا وَصِيَّةُ اللّٰهِ فِي الْأَوَّلِينَ وَوَصِيَّتُهُ فِي الْآخِرِينَ، خَبَّرَنِي مَنْ وَرَدَ عَلَيَّ مِنْ أَعْوَانِ اللّٰهِ عَلَىٰ دِينِهِ وَنَشْرِ طَاعَتِهِ بِمَا كَانَ مِنْ تَحَنُّنِكَ مَعَ خِذْلَانِكَ وَ قَدْ شَاوَرْتُ فِي الدَّعْوَةِ لِلرِّضَا مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وَ قَدِ احْتَجَبْتَهَا وَاحْتَجَبَهَا أَبُوكَ مِنْ قَبْلِكَ وَقَدِيماً ادَّعَيْتُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ وَ بَسَطْتُمْ آمَالَكُمْ إِلَىٰ مَا لَمْ يُعْطِكُمُ اللّٰهُ فَاسْتَهْوَيْتُمْ وَأَضْلَلْتُمْ وَأَنَا مُحَذِّرُكَ مَا حَذَّرَكَ اللّٰهُ مِنْ نَفْسِهِ».

فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عليه السلام: «مِنْ مُوسَى بْنِ [أَبِي] عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرٍ وَ عَلِيٍّ مُشْتَرِكَيْنِ فِي التَّذَلُّلِ لِلّٰهِ وَ طَاعَتِهِ إِلَىٰ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُحَذِّرُكَ اللّٰهَ وَ نَفْسِي وَ أُعْلِمُكَ أَلِيمَ عَذَابِهِ وَ شَدِيدَ عِقَابِهِ وَ تَكَامُلَ نَقِمَاتِهِ وَ أُوصِيكَ وَ نَفْسِي بِتَقْوَى اللّٰهِ فَإِنَّهَا زَيْنُ الْكَلَامِ وَ تَثْبِيتُ النِّعَمِ، أَتَانِي كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيهِ أَنِّي مُدَّعٍ وَ أَبِي مِنْ قَبْلُ وَ مَا سَمِعْتَ ذٰلِكَ

مِنِّي «وَسَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ يُسْأَلُونَ» وَلَمْ يَدَعْ حِرْصُ الدُّنْيَا وَ مَطَالِبُهَا لِأَهْلِهَا مَطْلَباً لِآخِرَتِهِمْ، حَتَّى يُفْسِدَ عَلَيْهِمْ مَطْلَبَ آخِرَتِهِمْ فِي دُنْيَاهُمْ وَ ذَكَرْتَ أَنِّي ثَبَّطْتُ النَّاسَ عَنْكَ لِرَغْبَتِي فِيمَا فِي يَدَيْكَ وَ مَا مَنَعَنِي مِنْ مَدْخَلِكَ الَّذِي أَنْتَ فِيهِ لَوْ كُنْتُ رَاغِباً ضَعْفٌ عَنْ سُنَّةٍ وَلَا قِلَّةُ بَصِيرَةٍ بِحُجَّةٍ وَلَكِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى خَلَقَ النَّاسَ أَمْشَاجاً وَ غَرَائِبَ وَ غَرَائِزَ، فَأَخْبِرْنِي عَنْ حَرْفَيْنِ أَسْأَلُكَ عَنْهُمَا مَا الْعَتَرَفُ فِي بَدَنِكَ وَ مَا الصَّهْلَجُ فِي الْإِنْسَانِ، ثُمَّ اكْتُبْ إِلَيَّ بِخَبَرِ ذَلِكَ وَ أَنَا مُتَقَدِّمٌ إِلَيْكَ أُحَذِّرُكَ مَعْصِيَةَ الْخَلِيفَةِ وَ أَحُثُّكَ عَلَى بِرِّهِ وَ طَاعَتِهِ وَ أَنْ تَطْلُبَ لِنَفْسِكَ أَمَاناً قَبْلَ أَنْ تَأْخُذَكَ الْأَظْفَارُ وَ يَلْزَمَكَ الْخِنَاقُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَتَرُوحَ إِلَى النَّفَسِ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَلَا تَجِدَهُ حَتَّى يَمُنَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ بِمَنِّهِ وَ فَضْلِهِ، وَرِقَّةِ الْخَلِيفَةِ أَبْقَاهُ اللّٰهُ فَيُؤْمِنَكَ وَ يَرْحَمَكَ وَ يَحْفَظَ فِيكَ أَرْحَامَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى «إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلَّى».

قَالَ الْجَعْفَرِيُّ: فَبَلَغَنِي أَنَّ كِتَابَ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليه السلام وَقَعَ فِي يَدَيْ هَارُونَ فَلَمَّا قَرَأَهُ قَالَ: النَّاسُ يَحْمِلُونِي عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا يُرْمَى بِهِ.

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّانِي مِنْ كِتَابِ الْكَافِي وَ يَتْلُوهُ بِمَشِيئَةِ اللّٰهِ وَعَوْنِهِ الْجُزْءُ الثَّالِثُ وَهُوَ بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّوْقِيتِ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ أَجْمَعِينَ.

۱۹۔ عبداللہ بن حسن نے ایک خط میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو لکھا ، جس طرح میں اپنے نفس کو اللہ سے ڈرنے کی ہدایت کرتا ہوں تم کو بھی کرتا ہوں اللہ کی یہ ہدایت جس طرح اوّلین کے لئے تھی اسی طرح آخرین کے لئے بھی ہے مجھے ایک دیندار معتبر آدمی نے خبر دی ہے کہ تم اپنی امامت کے اظہار کا شوق رکھتے ہو باوجودیکہ خدا نے اپنی مدد کو تم سے روک کر تمہیں ذلیل بنا دیا ہے اور تم نے رخنہ ڈالا میری امامت کی امت بن جو موافق رضائے الٰہی ہے تم نے ہماری امامت کے بارے میں پوشیدہ طور پر اس طرح مخالفت کی ہے جس طرح تمہارے باپ نے کی تھی تم سے پہلے اور ہمیشہ سے تم اس چیز کے دعویدار ہو جو تمہارے لئے معین نہیں ہیں۔ تم نے اپنی آرزوؤں کو اس چیز کے لئے پھیلا رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا نہیں کیں۔ تم خواہشوں میں پھنس کر گمراہ ہو گئے اور میں تم کو اس چیز سے ڈراتا ہوں جس سے خود اللہ نے تم کو ڈرایا ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جواب میں لکھا یہ خط موسیٰ بن جعفر اور علی رضا (بحیثیت ولی عہد آپ نے امام رضا علیہ السلام کو بھی شامل کر لیا) کی طرف جو خضوع و خشوع اور اطاعت میں برابر کے شریک ہیں یحییٰ بن عبداللہ کے لئے ہے۔

امابعد میں تم کو اور اپنے نفس کو اللہ سے ڈراتا ہوں اور تم کو آگاہ کرتا ہوں اس دردناک عذاب ، سخت عتاب

اور اس کے پورے پورے انتقام سے اور تجھ کو اور اپنے نفس کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی جو زینت کلام ہے اور اس کی نعمتوں کو قائم رکھتا ہے۔ تمہارا خط آیا جس میں تم نے لکھا ہے کہ میں مدعی امامت ہوں اور مجھ سے پہلے میرے باپ تھے اس کی گواہیاں لوگ دیتے ہیں ان سے پوچھو مجھ سے تو دعوے نہ سنا ہوگا (لوگوں سے پوچھو کہ وہ حق کی گواہی دیتے ہیں یا باطل کی۔)

دنیا کی حرص اور اس کی طلب نے لوگوں کے لئے آخرت کا کوئی مقصد باقی ہی نہیں رکھا۔ دنیا ہی کے مقاصد و اغراض ان کے لئے رہ گئے اور تم نے لکھا ہے کہ میں لوگوں کو روک رہا ہوں کہ میری خواہش ہے اس چیز کی طرف جو تمہارے پاس ہے۔ (یعنی مال و متاع اور حکومت) حالانکہ تمہارے گروہ میں داخل ہونے سے۔ مجھے نہیں روکا، مگر اسی چیز نے جس میں تم پھنسے ہوئے ہو

اگر میں اس چیز کی طرف راغب ہوتا تو یہ کمزوری ہوتی۔ سنت رسول پر قائم رہنے میں نہ کہ کمی بصیرت کی وجہ سے برہان الٰہی ہیں لیکن خدا نے انسانوں کو مخلوط پیدا کیا ہے جو مختلف ہیں طبائع میں اور بیگانہ ہیں عادات میں (اگر تم مدعی امامت ہو) تو تمہارے علم کی جانچ کے لئے دو لفظوں کے معانی پوچھتا ہوں۔ عترف تمہارے بدن میں ہے اور صہلج انسان میں کیا چیز ہے۔

(ان دو لفظوں کا ذکر کتب لغت میں نہیں ہے۔ غالباً عترف سے مراد وہ نشان ہے جو آدمی کے شانہ یا سر یا کسی جگہ ہوتا ہے جس کا رنگ مرغ کی کلغی کی طرح سرخ ہوتا ہے جو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ صہلج وہ نشان ہے جو آئمہ ہدیٰ کے شانہ پر ہوتا ہے اور مہر کی طرح اس کا اثر گوشت کے اندر تک ہوتا ہے۔)

اس کا جواب دو۔ پھر امر مذکور کے بارے میں لکھنا ہے میں تم کو خلیفہ کی مخالفت سے بچانا چاہتا ہوں اور تم کو رغبت دلاتا ہوں اس کی نیکی حاصل کرنے اور اس کی اطاعت کی طرف اور اس سے امان پا ہو قبل اس کے کہ تم اس کے پنجہ میں پھنسو اور ہر طرف سے تمہاری گردن میں رسی بندھے اور ہر طرف سے اپنے لئے راحت طلب کرو اور کوئی کوشش نہ کرو یہاں تک کہ خدا تم پر اپنا احسان کرے اور خلیفہ کو تم پر مہربان کرے۔ خدا اس کو باقی رکھے تاکہ تم کو امان دے اور رسولؐ کے رشتہ داروں کی حفاظت کرے۔ سلام ہو طالب ہدایت پر وحی کہتی ہے عذاب اس کے لئے جس نے تکذیب کی اور روگردانی کی۔ جعفری نے کہا حضرت کا یہ خط ہارون کے ہاتھ لگ گیا اس نے پڑھ کر کہا لوگوں نے خواہ مخواہ موسیٰ بن جعفر پر تہمت لگائی۔